هفت روزہ

خدام الدین

لاہور

بیادگار

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۳۰ ذوالحجہ ۱۳۸۵ھ

۲۲ اپریل ۱۹۶۶ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ۔ لاہور

ہدیہ ۲۵ پیسے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اَفْضَلُ الصِّیَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ: شَهْرُ اللّٰهِ الْمُحَرَّمُ، وَاَفْضَلُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الْفَرِیْضَةِ صَلٰوةُ اللَّیْلِ"، رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ رمضان کے روزوں کے بعد افضل روزہ خدائی مہینہ محرم کا روزہ ہے اور فرض نماز کے بعد افضل نماز رات کی نماز (تہجد) ہے اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: لَمْ یَكُنِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَصُوْمُ مِنْ شَهْرٍ اَكْثَرَ مِنْ شَعْبَانَ فَاِنَّهٗ كَانَ یَصُوْمُ شَعْبَانَ كُلَّهٗ، وَفِیْ رِوَایَةٍ: كَانَ یَصُوْمُ شَعْبَانَ اِلَّا قَلِیْلًا۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شعبان سے زیادہ کسی مہینہ کے روزے نہیں رکھتے تھے۔ اس لئے کہ آپ پورے شعبان کے روزے رکھتے تھے اور ایک روایت میں ہے کہ آپؐ شعبان کے روزے رکھتے تھے مگر تھوڑے۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ مُجِیْبَةَ الْبَاهِلِیَّةِ عَنْ اَبِیْهَا اَوْ عَمِّهَا اَنَّهٗ اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَاَتَاهُ بَعْدَ سَنَةٍ۔ وَقَدْ تَغَیَّرَتْ حَالُهٗ وَهَیْئَتُهٗ۔ فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمَا تَعْرِفُنِیْ؟ قَالَ: "وَمَنْ اَنْتَ؟" قَالَ: اَنَا الْبَاهِلِیُّ الَّذِیْ جِئْتُكَ عَامَ الْاَوَّلِ۔ قَالَ: "فَمَا غَیَّرَكَ وَقَدْ كُنْتَ حَسَنَ الْهَیْئَةِ"، قَالَ: مَا اَكَلْتُ طَعَامًا مُنْذُ فَارَقْتُكَ اِلَّا بِلَیْلٍ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "عَذَّبْتَ نَفْسَكَ!" ثُمَّ قَالَ: "صُمْ شَهْرَ الصَّبْرِ، [illegible] شَهْرٍ" قَالَ: زِدْنِیْ فَاِنَّ بِیْ قُوَّةً، قَالَ: "صُمْ یَوْمَیْنِ"، قَالَ: زِدْنِیْ، قَالَ: "صُمْ ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ"، قَالَ: زِدْنِیْ۔ قَالَ: "صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُكْ، صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُكْ، صُمْ مِنَ الْحُرُمِ وَاتْرُكْ"، وَقَالَ بِاَصَابِعِهِ الثَّلَاثِ فَضَمَّهَا ثُمَّ اَرْسَلَهَا۔ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ۔

ترجمہ: حضرت مجیبۃ الباہلی اپنے والد یا اپنے چچا سے نقل کرتی ہیں کہ ان کے والد یا چچا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ پھر وہ چلے گئے اور ایک سال کے بعد پھر حاضر ہوئے اور ان کی حالت وہیئت (بہت) بدل چکی تھی۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! کیا آپ مجھ کو پہچانتے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ تم کون ہو؟ انہوں نے جواب دیا۔ کہ میں وہ باہلی شخص ہوں جو کہ پہلے سال آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تم میں یہ تبدیلی کیونکر ہوگئی۔ درآنحالیکہ تم اچھے خوبصورت تھے۔ تو باہلی نے کہا۔ میں جب سے آپ کے پاس سے گیا۔ تو سوائے رات کے کبھی کھانا نہیں کھایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ تونے (کیوں) اپنے نفس کو عذاب دیا۔ پھر فرمایا رمضان المبارک کے مہینہ کے روزے رکھو اور ہر مہینہ میں ایک دن۔ باہلی نے عرض کیا اور اضافہ فرما دیجئے۔ اس لئے کہ میرے اندر (اس کی) طاقت ہے آپؐ نے فرمایا۔ دو دن (ہر مہینہ میں) باہلی نے کہا۔ کہ کچھ اضافہ کیجئے۔ فرمایا۔ تین دن کے روزے رکھو۔ کہا۔ کچھ اور زیادتی کیجئے فرمایا (بس) اشہر حرم کے روزے رکھو۔ پھر چھوڑ دو۔ اشہر حرم کے روزے رکھو۔ پھر چھوڑ دو۔ اشہر حرم کے روزے رکھو۔ پھر چھوڑ دو۔ اور پھر آپ نے اپنی تینوں انگلیوں سے اشارہ فرمایا۔ پہلے ان کو ملایا پھر چھوڑ دیا (مطلب یہ کہ تین روزے رکھو اور تین دن چھوڑ دو) اس حدیث کو ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَامَ یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَاَمَرَ بِصِیَامِهٖ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عاشورہ کا روزہ رکھا۔ اور اس دن روزہ رکھنے کا حکم بھی فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

عَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ صِیَامِ یَوْمِ عَاشُوْرَاءَ، فَقَالَ: "یُكَفِّرُ السَّنَةَ الْمَاضِیَةَ"۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ: حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عاشورا کے روزے کے متعلق دریافت کیا گیا۔ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ سال گذشتہ کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ (مسلم)

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "لَئِنْ بَقِیْتُ اِلٰی قَابِلٍ لَاَصُوْمَنَّ التَّاسِعَ"۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ اگر آئندہ سال تک میں زندہ رہا تو نویں ۹ تاریخ کو روزہ رکھوں گا۔ (اس حدیث کو امام مسلمؒ نے روایت کیا ہے)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "اَمَا یَخْشٰی اَحَدُكُمْ اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ قَبْلَ الْاِمَامِ اَنْ یَّجْعَلَ اللّٰهُ رَاْسَهٗ رَاْسَ حِمَارٍ، اَوْ یَجْعَلَ اللّٰهُ صُوْرَتَهٗ صُوْرَةَ حِمَارٍ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ نبیؐ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ کیا تم میں سے کوئی اس بات کا خوف نہیں رکھتا کہ جب امام سے پہلے اپنا سر اٹھائے تو اللہ رب العزت اس کے سر کو گدھے کا سر بنا دے یا اس کی صورت کو اللہ تبارک وتعالےٰ گدھے کی صورت بنا دے۔ (بخاری ومسلم)

★

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر
ٹیلیفون
۶۷۵۴۵

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور

سالانہ
گیارہ روپے
ششماہی
چھ روپے

جلد ۱۱ | ۳۰ر ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۲ر اپریل ۱۹۶۶ء | شمارہ ۴۹

وزیر خارجہ کا اعلان

وزیر خارجہ پاکستان مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے اخباری نمائندوں کو بیان دیتے ہوئے اعلان کیا ہے کہ حکومت پاکستان مسئلہ کشمیر کو پھر سلامتی کونسل میں پیش کرنے پر غور کر رہی ہے یہ اقدام خود سلامتی کونسل کی ۲۰ر ستمبر کی قرارداد کے عین مطابق ہوگا۔ سلامتی کونسل نے اس قرارداد میں یہ ذمہ داری قبول کی تھی کہ دونوں ملک مکمل فائر بندی اور فوجوں کی واپسی کی شرائط پوری کریں تو سلامتی کونسل ان کے سیاسی تنازعات کے تصفیے میں پوری مدد دے گی — اب سلامتی کونسل کی عائد کردہ دونوں شرطیں پوری ہو چکی ہیں۔ اس لئے پاکستان کو حق پہنچتا ہے کہ وہ سلامتی کونسل سے تنازعہ کشمیر کے تصفیے میں مدد دینے کا پُرزور مطالبہ کرے۔

ہمارے خیال میں حکومت پاکستان کو سلامتی کونسل سے رجوع کرنے میں ایک لمحہ کی تاخیر بھی نہیں کرنی چاہئے۔ کیونکہ حالات و واقعات اس سلسلے میں تعجیل ہی کا تقاضا کرتے ہیں۔ بھارت نے ہر مرحلے پر لیت و لعل سے کام لیا۔ اور ہٹ دھرمی کا ثبوت دیا ہے — وہ سلامتی کونسل کی قرارداد اور اعلان تاشقند کی خلاف ورزی کر کے معاملے کو طول دینے کی انتہائی کوشش میں مصروف رہا ہے۔ اور اس طرح پاکستان کو بھی انتظار میں رہنا پڑا لیکن اب پاکستان کو ہرگز ہرگز تاخیر نہ کرنی چاہئے۔ اگر پاکستان نے تاخیر کی تو کشمیری مسلمانوں کا مکمل خاتمہ ہو جائے گا۔

مقبوضہ کشمیر سے آنے والی اطلاعات سے صاف پتہ چلتا ہے کہ کشمیری مسلمانوں پر بدترین قسم کے مظالم توڑے جا رہے ہیں۔ فوج اور پولیس کو حکم دے دیا گیا ہے کہ جو شخص بھی حق خود ارادی کی حمایت میں کوئی لفظ زبان سے نکالے اسے فوراً گولی مار کر ہلاک کر دیا جائے۔ چنانچہ معتبر حلقوں کی اطلاعات کے مطابق مقبوضہ کشمیر میں جنگ آزادی شروع ہونے کے وقت سے لے کر اب تک صرف چھ سات ماہ کے عرصے میں تقریباً ۳۰ ہزار مسلمانوں کو جام شہادت پلایا جا چکا ہے — شہید ہونے والوں میں معصوم بچے، بے گناہ عورتیں، بیمار اور بوڑھے بھی شامل ہیں۔ پھر اس وحشیانہ قتل عام کے علاوہ مسلمانوں کی بے شمار بستیاں نذرِ آتش کی جا رہی ہیں ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ خانماں برباد کشمیری مسلمان آزاد کشمیر میں پناہ تلاش کر چکے ہیں۔ اور ہزاروں مسلمان مقبوضہ کشمیر میں خانہ بدوشوں کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ تازہ اطلاعات یہ ہیں کہ جن سنگھی غنڈے، پولیس اور فوج کی مدد سے "پاکستانی مجاہدوں" کو تلاش کرنے اور انہیں موت کے گھاٹ اتارنے کے بہانے مختلف علاقوں میں مسلمانوں پر بے پناہ مظالم ڈھائے جا رہے ہیں۔ بے گناہ مسلمانوں کو گولیوں کا نشانہ بنایا جا رہا ہے، اُن کے گھروں کو لوٹا جا رہا ہے اور عورتوں کی آبرو ریزی کی جا رہی ہے۔ جن سنگھی غنڈوں کی درندگی و حیوانیت کا اندازہ ان واقعات سے ہو سکتا ہے کہ سرینگر کی ایک پوری نواحی بستی "بٹالو" کہ جس کی آبادی دس ہزار سے زیادہ ہے جلا کر خاک سیاہ کر دیا گیا ہے مشہور تاریخی شہر گندھاربل آگ کے شعلوں کی نذر ہو چکا ہے۔ اور اخباری اطلاعات کے مطابق اس کے جلے ہوئے مکانوں کے ملبے سے دو سو نیم سوختہ لاشیں برآمد ہوئی ہیں۔ اب خدا ہی جانے کتنے لوگوں کی لاشیں جل کر خاک ہو گئیں اور ان کا نام و نشان بھی باقی نہیں — اب پاکستانی مجاہدوں کی تلاش کے بہانے مقبوضہ کشمیر کے مشہور اور اہم قصبے "منڈی" کو جلا کر راکھ کر دیا گیا ہے اور بے شمار مسلمانوں کو جام شہادت پلانے کے علاوہ جو مال و اسباب تاراج کیا گیا اس کا اندازہ پونے دو کروڑ روپے کیا جاتا ہے۔ پھر قتل و غارت گری اور درندگی و حیوانیت کے ان لرزہ خیز واقعات کا اعتراف مقبوضہ کشمیر کے کٹھ پتلی وزیر داخلہ پنڈت دھر نے بھی کیا ہے اور کہا ہے کہ فوج نے حفاظتی مقصد کے تحت ساڑھے چار ہزار سے زیادہ مکانوں کو نذرِ آتش کیا ہے حالانکہ یہ اعداد و شمار قطعی غلط ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ سرکاری طور پر ظاہر کردہ تعداد سے کئی گنا زیادہ مکانات اور بستیاں مسلمانوں کی آگ کی نذر کی گئی ہیں — واقفانِ حال کا کہنا ہے۔ کہ مسلمانوں کی کئی بستیاں جو چند ماہ پہلے کشمیر کی بہت ہی پُر رونق بستیاں گنی جاتی تھیں۔ آج وہاں ایک مکان بھی باقی نہیں رہا اور وہ جل کر خاک کا ڈھیر بن چکی ہیں۔

ظاہر ہے درندگی و حیوانیت کی یہ لرزہ خیز مثالیں دنیا کی تاریخ میں بھی ڈھونڈے سے نہ مل سکیں گی۔ لیکن بھارتی درندے محض اپنی مقصد برآری کے لئے وحشت و بربریت کا یہ شیطانی اور انسانیت سوز ڈرامہ کھیل رہے ہیں۔ اور اس کے باوجود دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنا چاہتے ہیں۔

حکومتِ پاکستان کا فرض ہے کہ وہ فوری طور پر اور بلا تاخیر مسئلہ کشمیر کو سلامتی کونسل میں لے جائے اور بڑی طاقتوں کو اس کے فوری تصفیے پر مجبور کر دے۔ ورنہ جب تک سلامتی کونسل کا فیصلہ ہوگا کشمیری مسلمانوں کا کام تمام ہو چکا ہوگا۔

حکومتِ پاکستان کا دو ٹوک موقف اس وقت یہ ہونا چاہئے کہ ہم سلامتی کونسل کی دو شرطیں (فریقین فوری طور پر جنگ بند کر دیں۔ اور دونوں ملکوں کی فوجیں اسی مقام پر واپس جائیں جہاں وہ جنگ شروع (باقی صـ۱۷ پر)

تبلیغی اجلاس

۲۱ر اپریل بروز جمعرات نماز عشاء کے بعد جامع مسجد شیرانوالہ گیٹ لاہور میں مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان جلسہ ہو رہا ہے جس میں خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادی، مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری اور مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر تقاریر فرمائیں گے — صدارت حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ، فرمائیں گے۔

(ضیاء الدین مبلغ ختم نبوت لاہور)



۱۵ ر ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ بمطابق ۷ ر اپریل ۱۹۶۶ء

غیر اسلامی رسومات اور بدعات سے بچیں، اسلامی تعلیمات پر عمل کریں

اور — ان کی نشر و اشاعت کریں

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفیٰ وسلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ: امّا بعد: فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرّجیم:
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم:-

مرتب: خالد سلیم

اللہ تعالیٰ کا احسان وفضل ہے کہ اُسی نے ہمیں مل بیٹھ کر اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو استقامت عطا فرمائے۔ اگر کوئی امتحان و آزمائش آجائے تو اس میں کامیابی نصیب فرمائے۔ مکمل انسان وہ ہے جو خالق و مخلوق میں کمی واقع نہ ہونے دے۔ اپنے تمام فرائض کو ٹھیک طور پر ادا کرے۔

اسلام ایک جامع اور منظم قانون ہے۔ دنیا میں زندگی گزارنے اور کامیابی حاصل کرنے کا جامع پروگرام دیتا ہے

دنیا کی ہر ایک چیز کا کچھ نہ کچھ مقصد ہے پانی، ہوا، بجلی، فضا، خلا۔ غرض کچھ نہ کچھ فائدہ ہے۔ اس میں غور و تفکر کر کے انسان کہاں سے کہاں پہنچ گیا ہے۔ انسان کی تخلیق کا بھی مقصد ہے۔ ارشاد باری تعالےٰ ہے:-

مَاخَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ ٥

ترجمہ: مَیں نے جنّ اور انسان کو فقط اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے۔

عبادت کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں روزانہ پانچ وقت سربسجود ہو رمضان کے روزے رکھے۔ اللہ تعالےٰ نے مال و دولت دی ہے تو حج و زکوٰۃ ادا کرے اللہ تعالےٰ کا ذکر پابندی کے ساتھ کرے — کاروبار، لین دین شریعت کی روشنی میں کرے حرام کمائی اور خورد و نوش سے بچے دھوکہ بازی بددیانتی کے قریب نہ جائے۔ غرض اُس کا اٹھنا بیٹھنا، چلنا، پھرنا، کھانا پینا زندگی کا سارا پروگرام پروگرام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نقشِ قدم کے مطابق ہو۔

تعلیماتِ قرآن کا مقصد یہی ہے کہ انسان کی دنیا اور آخرت دونوں سنور جائیں۔ انسان دونوں جہانوں میں کامیابی اور خوش و خرم کی زندگی بسر کرے۔ اسی مقصد کے حصول کے لئے ہم یہاں اکٹھے ہو کر آخرت کی نجات کے متعلق باتیں کرتے ہیں، اللہ تعالےٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ تاکہ اللہ تعالےٰ ہم سب سے راضی ہو جائے۔

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے۔ کہ مکّہ میں شریف کے زمانہ میں ڈاکوؤں کے گروہ حاجیوں کے قافلوں کو لوٹا کرتے تھے حاجی لوگ اُن ڈاکوؤں کو سلام کرتے تو وہ جواب نہ دیتے تھے۔ لیکن اگر ڈاکو حاجیوں کے سلام کے جواب میں وعلیکم السلام کہتے تو پھر اُس قافلے کو نہ لوٹتے۔ اور اگر لوٹنے کے بعد سلام کا جواب دیتے تو لوٹا ہوا مال واپس کر دیتے۔ وجہ اس کی یہ تھی کہ وہ السلام علیکم اور وعلیکم السلام کا مطلب و معنی سمجھتے تھے جس کے لئے وہ زبان سے سلامتی کے الفاظ کہہ دیتے اُس کی جان و مال ہر قسم کی حفاظت کرتے۔ لیکن آج اکثر مسلمان کلمہ طیبہ کا مطلب و معنی اور مفہوم سے بالکل بے بہرہ ہیں۔ اسلامی تعلیمات کا کچھ اثر نہیں من گھڑت اور غیر اسلامی رسومات پر عمل کرتے ہیں۔ (اِلَّا مَا شَآءَ اللہ)

گذشتہ دنوں میں سفر کے دوران پاکپتن ضلع منٹگمری سے گذرنے کا اتفاق ہوا۔ ایک صاحب نے مجھ سے حضرت بابا فریدؒ کے مزار پر جانے کی اجازت مانگی تو مَیں نے اجازت دے دی ان کو راستے میں رات ہو گئی۔ خواب میں کیا دیکھتے ہیں کہ ان کو ایک سانپ نے ڈس لیا اور حضرتؒ آگئے اور انہوں نے نمک پر دَم کر کے دیا تو اس کا زہر زائل ہو گیا اور تکلیف رفع ہو گئی۔ اور فرمایا کہ فوراً واپس چلے جاؤ۔

دوسری طرف جب ہم سفر سے واپسی پر لاہور آ رہے تھے تو عصر کی نماز کا وقت پاکپتن کے قریب ہو گیا۔ مَیں نے سوچا کہ چلو عصر کی نماز مزار کے پاس جو مسجد ہے۔ وہاں پڑھ لیں اور ساتھ فاتحہ بھی کہہ لیں گے۔ لیکن جب ہم وہاں پہنچے تو ہماری حیرانی کی حد نہ رہی کہ جو آدمی بھی آتا تھا پہلے دہلیز پر سجدہ کرتا تھا پھر اندر جا کر قبر پر سجدہ کرتا تھا۔ مزار کے پاس ٹھٹ کے ٹھٹ مٹھائیاں بٹ رہی تھیں۔ اور ساتھ مسجد میں نہ کوئی بندہ نہ بندہ کی ذات تھی۔ جن صاحب کو مَیں نے مزار پر جانے کی اجازت دی تھی انہوں نے اپنی خواب سنائی وہ صاحب کہنے لگے۔ کہ آپ پہلے کبھی گئے نہیں تھے اور نہ ہی آپ کو علم تھا کہ وہاں کیا کیا خرافات ہوتی ہیں۔ اس لئے آپ نے مجھے اجازت دے دی۔ لیکن خواب کے ذریعے حضرتؒ نے مجھے منع فرما دیا۔ اور آپ کو وہاں لے جا کر اللہ تعالےٰ نے سب کچھ دکھا دیا۔ تاکہ آئندہ آپ کسی کو وہاں جانے کی اجازت نہ دیں کیونکہ وہاں سب کام اسلامی تعلیمات کے خلاف ہوتے ہیں۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کا در چھوڑ کر غیر اللہ کے آگے کیوں جھکتے ہیں۔ ان سے کیوں مرادیں مانگتے ہیں اور اپنی مشکلات اور حاجات اللہ کے سامنے پیش کرنے کی بجائے قبروں کے سامنے کیوں پیش کرتے ہیں۔ حالانکہ وہ قبروں والے بزرگ ہرگز کچھ نہیں کر سکتے۔ وہ ساری عمر لوگوں کو توحید کی تعلیم صرف اللہ کے سامنے جھکنے اور اپنی مشکلات کو فقط اُسی کے سامنے پیش کرنے کی تعلیم دیتے رہے۔ اُن بزرگانِ دین نے اپنا تعلق اللہ کی ذات سے جوڑا اور دنیا کو بھی اُسی کی تعلیم دیتے رہے۔ لیکن بعد کے مسلمانوں کی دین سے بے حسّی اور اسلامی تعلیمات سے دُوری، راتوں رات دولت مند بننے کی حرص اور علمائے سُو نے لوگوں کو مزاروں پر سجدے کرنے والے

(باقی صٓ پر)



۲۳ر ذی الحجہ ۱۳۸۵ھ بمطابق ۱۵ر اپریل ۱۹۶۶ء

قرآن عزیز کی آواز کو دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچا دو

حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفٰی وسلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی : امّا بعد : فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم :
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :-

یَوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْہٌ ۚ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْھُھُمْ اَکَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا کُنْتُمْ تَکْفُرُوْنَ ۝

ترجمہ: جس دن بعضے منہ سفید اور بعضے سیاہ ہوں گے سو وہ جن کے منہ سیاہ ہوں گے ان سے کہا جائے گا کیا تم ایمان لا کر کافر ہو گئے تھے۔ اب اس کفر کے بدلے میں عذاب چکھو۔

بزرگانِ محترم! یہ ایک مسلّم امر ہے کہ انسانی اعمال ضائع نہیں ہوتے ان کی حیثیت دوامی ہوتی ہے۔ اللہ تعالےٰ کے ہاں ان کا شمار ہوتا ہے۔ قیامت کے روز اعمال کا اظہار لوگوں کے چہروں سے ہوگا۔ جن لوگوں نے نیک عمل کی زندگی بسر کی ہوگی۔ ان کے چہرے کامیابی کی خوشحالی کے باعث اس دن چمک اٹھیں گے ایمان و تقوےٰ کا نور ان کے چہروں پر چمکتا ہوگا اور عزت و وقار کے ساتھ وہ شاداں و فرحاں نظر آئیں گے۔ اس کے برعکس جو لوگ دنیا میں عمر بھر گناہوں میں مبتلا رہے، سیاہ کاری اور بدکاری میں آگے آگے رہے۔ حسرت و نامرادی کی وجہ سے ان کے چہرے کالے پڑ جائیں گے۔ کفر و نفاق اور فسق و فجور کی سیاہی ان کے چ[illegible] پر مسلط ہوگی۔ اور حسرت و نامرادی کی تباہ حالی ان کے لئے مقدر ہوگی۔ گویا قیامت کے دن ہر شخص کا چہرہ ان کے باطن کا کامل آئینہ دار ہوگا۔

اس دن کہا جائے گا "تم نے ایمان کے بعد پھر انکارِ حق کی راہ اختیار کر لی تھی تو جیسی کچھ منکرانہ چال تھی۔ اب اس کی پاداش میں عذاب کا مزہ چکھ لو"

یاد رکھو! ہر مرتد منافق اور کافر سے۔ اللہ رب العزت یہ سوال کریں گے کیا ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے تھے؟ جواب دو! تم نے ایمان کے بعد کفر کیوں اختیار کیا؟ ان لوگوں کے پاس اس کا کوئی جواب نہ ہوگا۔ سر شرم و ندامت سے جھک جائیں گے۔ صورت سے ذلّت و رسوائی ٹپک رہی ہوگی۔ دوزخ کا گڑھا منہ پھاڑے ان کا منتظر ہوگا۔ وہ اپنے کفر کے بدلے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ اور دوزخ میں داخل ہوں گے جہاں وہ ہمیشہ پڑے سڑتے رہیں گے۔

حاشیہ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ

یہ الفاظ مرتدین، منافقین، اہل کتاب عام کفار یا مبتدعین و فسّاق و فجّار سب کو کہے جا سکتے ہیں۔ مرتد تو اسی کو کہتے ہیں۔ جو ایمان لانے کے بعد کافر ہو جائے۔ منافق زبان سے اقرار کرنے کے بعد دل سے کافر رہتا ہے۔ اہل کتاب اپنے نبیوں اور کتابوں پر ایمان لانے کے مدعی ہیں۔ جس کا مطلب صاف یہ ہے کہ ان کی بشارتوں کو جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق دی گئی تھیں تسلیم کریں اور ان کی ہدایات موافق حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں۔ مگر وہ انکار میں سب سے آگے رہتے ہیں۔ گویا اپنے نبی اور کتاب پر ایمان لانے کے بعد کافر بن رہے ہیں۔ مبتدعین کا دعویٰ زبان سے یہ ہوتا ہے کہ ہم قرآن و سنت کے متبع ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لا چکے ہیں۔ مگر اس کے بعد بہت سی بے اصل اور باطل چیزیں دین میں شامل کر کے یا بعض ضروریاتِ دین کا انکار کر کے اصل دین سے نکل جاتے ہیں۔ اس طرح وہ بھی ایک درجہ میں اکفرتم بعد ایمانکم کے مخاطب ہوئے۔

رہے فسّاق جن کا عقیدہ صحیح ہو۔ اگر ان سے یہ خطاب ہوا تو یہ مطلب ہوگا۔ کہ ایمان لانے کے بعد کافروں جیسے عمل کیوں کئے؟ گویا کفر سے مراد عملی کفر مراد ہوگا اور اگر عام کفار کے حق میں یہ خطاب مانا جائے تو یہ حاصل ہے کہ خدا تعالےٰ نے سب کو دینِ فطرت پر پیدا کیا۔ اُسی فطرتِ ایمانی کو ضائع کر کے کافر کیوں بنے؟ باقی سیاقِ آیات سے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کفر سے کفرِ فعلی یعنی اختلاف و تفریقِ مذموم مراد ہے۔ واللہ اعلم۔

حاصل

اختلاف و تفریق مذموم دراصل کفر فعلی کا دوسرا نام ہے اور یہ دوزخ میں لے جانے کا سبب بنے گی۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔

محترم حضرات! آیاتِ قرآنیہ اور تعلیماتِ اسلامیہ سے جب یہ امر روزِ روشن کی طرح واضح ہے کہ تفریق بین المسلمین کا جرم یقیناً جہنم میں لے جائے گا تو اس سے قطعی طور پر اجتناب کرنا چاہیئے اور کوشش کرنا چاہیئے کہ مسلمانوں میں اسلامی بنیادوں پر اتحاد پیدا ہو۔ اسلام تمام عالم اسلام میں جزو مشترک ہے۔ اللہ جل شانہٗ کا فرمان اور سنتِ خیر الانام علیہ السلام روئے زمین پر بسنے والے تمام مسلمانوں کے لئے واجب التعظیم و قابلِ احترام اور دل و جان سے قیمتی متاع ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ اس فکری وحدت اور فکری مرکزیت کے باوجود ہم میں اتحاد نہیں ہوتا اور اتفاق کی نعمت سے محروم ہیں۔

جہاں تک سوچ کا تعلق ہے ہم ہی نہیں سربراہانِ مملکت بھی یہی سوچ رہے ہیں کہ مسلمانوں میں اتحاد ہونا چاہیئے۔ اب شاہ فیصل بھی اسی نکتۂ نظر سے پاکستان کے دورہ پر تشریف لا رہے ہیں اور اکثر مسلمان ممالک

چاہتے ہیں کہ ان کا آپس میں اتحاد ہو۔ کاش یہ صدا صدا بصحرا ثابت نہ ہو۔ اگر یہ مشن ناکام رہا تو اس کی بڑی وجہ یہ ہوگی۔ کہ اسلام نے ہمیں جو تصوّر دیا تھا ہم اس سے ناآشنا ہو چکے ہیں۔ فکری وحدت اور مرکزیت اگر قائم رہ سکتی تھی تو صرف اس صورت میں کہ ہم قرآن کے بتائے ہوئے راستے کے مطابق اقتدار اعلیٰ اور قوت حاکمہ صرف خدا کے لئے مانتے، سرنیاز خم کرتے تو اسی کے آگے پیشانیاں جھکاتے تو اسی کے آستانہ عظمت پر، دل و دماغ میں خوف فقط اسی کا سماتا امیدیں صرف اسی سے وابستہ کی جاتیں، حاکم و بادشاہ، شہنشاہ و واضع قانون، شارع و قانون ساز اسی کو مانا جاتا، ماننے کے لائق اور تسلیم کرنے کے قابل محض اسی کا قانون سمجھتے اور یہ بات ہماری رگ رگ میں سرایت کر جاتی کہ صرف وہی ہے جس کے لئے جانی و مالی قربانی کی جائے۔ ایثار و فداکاری کے لائق فقط وہ ہے، وہی ہے جس سے محبت کی جائے اور دل لگایا جائے، اسی سے ڈرا جائے، اس کے سوا کوئی پناہ گاہ نہیں، کوئی ماویٰ و ملجا نہیں، اس کے سوا کوئی نہیں جو نفع پہنچا سکے یا ضرر دے سکے۔ اور انسان کے ظاہر و باطن پر اسی کی حکمرانی ہے۔ لیکن نہ صرف دنیا نے بلکہ نام نہاد مسلمانوں نے نئے نئے بُت گھڑ لئے ہیں کہ جنہوں نے اپنی غلامی کی زنجیروں سے خدا کے بندوں کو جکڑ کر خدا اور رسولؐ کی غلامی کا جوا ان کی گردنوں سے نکال باہر کیا ہے۔ قوت شیطانی کے مظاہر مختلف ناموں سے اللہ کے بندوں کو اللہ سے چھیننا چاہتے ہیں۔ وطنیت کے بُت، قومیت کے بُت، رنگ اور نسل کے بُت، عزت و جاہ کے بُت، غرور و گھمنڈ کے بُت، خود غرضی اور نفسانی خواہشات کے بُت، غرضیکہ ہر طرف گردو پیش میں بُت ہی بُت پھیلے ہوئے ہیں۔ اور یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں تو تین سو ساٹھ بُت تھے۔ جن سے بیت خلیل کی دیواریں چھپ گئی تھیں لیکن آج امت میں ہر جذبۂ ہوس کاری لات و منات کا قائم مقام ہے۔

قرآن صاف صاف کہتا ہے یہ سب کچھ جو تم کر رہے ہو شرک ہے اور کفر ہے۔ یہ اس کی صفات میں ساجھی ٹھہرانا ہے۔ اور اس کی حاکمیت میں غیروں کو سہیم و حصہ دار بنانا ہے جس کا مٹانا قرآن کا فرض اولین ہے۔ قرآن پیخ پیخ کر کہہ رہا ہے:۔

اَكَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ۔

ترجمہ: کیا تم کافر ہو گئے ایمان لا کر۔

برادرانِ اسلام: آئیے قرآن کی صدا پر کان دھریں۔ دل میں عشق خداوندی اور محبت رسولؐ کی تڑپ لے کر اٹھیں۔ قرآن و سنت کا دامن تھام کر میدان میں نکلیں اور اتحادِ اسلامی کی آواز دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچا دیں۔

بزرگو اور بھائیو! قرآن و سنت اور اتحاد اسلامی کا پیغام اس محبت، وارفتگی اور جوش ایمانی کے ساتھ پہنچاؤ کہ آخرت کا نقشہ

يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ

ترجمہ: جس دن بعض منہ سفید ہوں گے

یہیں نظر آ جائے اور جو شخص آپ کو دیکھے، بے اختیار پکار اٹھے۔ یہ جنتی ہے اس کے چہرے پر نور برستا ہے، اس کی آنکھوں سے نور ایمانی کی روشنی جھلکتی ہے اس کی پیشانی نورانی ہے اور یہی توحید خداوندی کے علمبردار محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار اور دین خداوندی کے وفادار کی حقیقی نشان ہونی چاہیئے۔ وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

بقیہ: مجلس ذکر

شروع کر دیئے۔ اور علماء سُو ان کو بتاتے ہے کہ پہلے ان بزرگوں کو سجدہ کرو، ان کو خوش کرو۔ پھر اللہ راضی ہوگا۔ اور جو ان کی راہ راست کے لئے کہے وہ وہابی، پکا بے ایمان۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَآئِهِمْ مَسَاجِدًا۔ (اللہ تعالےٰ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر جنہوں نے اپنے انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔)

حضرتؒ فرمایا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اگر نبیوں کی قبروں پر سجدہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی لعنت برستی ہے تو کیا ولیوں کی قبروں پر سجدہ کرنے اور ان کے سامنے مشکلات اور حاجات پیش کرنے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت برسے گی؟ جو مولوی مسلمانوں کو اس قسم کے خرافات اور مفاسد و منکرات کی تعلیم دیتے ہیں۔ وہ قیامت کے دن سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

آج افسوس کا مقام ہے کہ حکومت قانوناً اس قسم کی خرافات اور غیر اسلامی رسومات کی تشہیر کر رہی ہے۔ حالانکہ حکومت کا فرض تھا کہ وہ تحقیقات کر کے صحیح اسلامی تعلیمات مسلمانوں میں رائج کرے نہ کہ لوگوں کی من گھڑت رسومات اور شرک و بدعات کو رواج دے۔ اسلامی حکومت جہاں جان و مال کی حفاظت کی ذمہ دار ہے وہاں مسلمانوں کے ایمان و اسلام کی حفاظت بھی حکومت کے ذمہ فرض ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ آج حکومت جان و مال کی حفاظت تو کرتی ہے لیکن ایمان کی حفاظت بالکل نہیں۔ جو مسلمان چاہے مرتد ہو جائے، کافر و مشرک لوگ خوب تبلیغ کریں ان کو کھلی چھٹی ہے اور کسی قسم کا قانون ان کی گرفت نہیں کر سکتا۔

میری معروضات کا خلاصہ یہ ہے کہ آپ اپنی دینی ضروریات کو ذکر و نماز تک محدود نہ سمجھیں۔ آپ اپنے کاروبار، ملازمت وغیرہ شریعت کی روشنی میں کریں۔ حرام خورد و نوش اور سود سے بچیں۔ ہمسایوں اور رشتے داروں کے حقوق کی حفاظت کریں۔ نیکی کے کاموں کی دوسروں کو بھی تعلیم دیتے رہیں۔ حکم ہے۔ اقیموا الصلوٰۃ۔ یعنی نماز خود پڑھو۔ اور دوسروں کو پڑھاؤ۔ سب سے بہترین صدقہ جاریہ یہ ہے کہ آپ اپنی اولاد اور دوسروں کو دیندار بنا دیں۔ آپ جہاں بھی جائیں جس منصب پر بھی آپ ہوں۔ وہاں اپنے ساتھیوں ماتحتوں، شاگردوں، دوستوں اور رشتے داروں کو اللہ کی عبادت اور نیکی کے کاموں کی دعوت دیں۔ پیار و محبت سے سمجھائیں۔ کفر و شرک بدعات اور غیر اسلامی رسومات کو ختم کریں۔

اگر آپ کسی ایک کو بھی نیک بنا گئے تو مرنے کے بعد آپ کے نامۂ اعمال میں نیکیوں کی زیادتی ہوتی رہے گی۔ آپ نیکی اور اسلامی تعلیمات کو پھیلانے کی کوشش کریں۔ جہاں برائی پھیل سکتی ہے کیا وہاں نیکی نہیں پھیل سکتی؟ ضرور پھیل سکتی ہے۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے اور خاتمہ ایمان کامل پر فرمائے آمین!

پروگرام

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی ۲۴ر اپریل بروز اتوار صبح بذریعہ ریل کار روانگی وزیر آباد وہاں سے سوہدرہ تشریف لے جائیں گے۔ بعد دوپہر گوجرانوالہ کے لئے روانہ ہو جائیں گے اور بعد نماز مغرب محلہ پونڈانوالہ جامع مسجد حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب والی میں مجلس ذکر منعقد ہوگی۔ بعد نماز عشاء مدرسہ گلزار الاسلام سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ کے جلسہ میں شرکت فرمائیں گے۔ اسی رات کو واپسی لاہور ہوگی (حاجی بشیر احمد)

مولانا قاری محمد عبد العزیز صاحب شوقی صدر مدرس دار العلوم الاسلامیہ لاہور

سیرتِ فاروقِ اعظم

مستند شواہد کی روشنی میں

یوں تو دنیا میں مناقب و مفاخر اور اوصاف و کمالات کے لحاظ سے ایک سے ایک اعلیٰ شخصیتیں ہو گزری ہیں۔ لیکن تمام کائنات میں افضل البشر بعد الانبیاء، خلیفۃ الرسول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بعد جو خصوصیات اور فضائل امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو حاصل ہیں وہ کسی اور بڑی سے بڑی ہستی کو بھی نصیب نہیں ہوئے۔ آپ کا صحیفۂ سیرت گوناگوں مکارم و محاسن سے بھرپور ہے۔ یہ حقیقت ہے آپ کی مقدس زندگی کے جس پہلو کو بھی دیکھا جائے وہ اس قدر روشن اور پُر از کمالات نظر آتا ہے کہ اس کی کسی قدر توصیف و تعریف کے لئے بھی زبانِ قلم کو یارائے بیان و اظہار نہیں۔

فرمانروائے ایران کا عجیب خواب

موجودہ شاہ ایران کے والد جب سریر آرائے سلطنت تھے اس وقت مملکتِ ایران کے تمام علماء و مجتہدین ایک وفد کی شکل میں حاضر دربار ہوئے اور متفقہ طور پر یہ مطالبہ کیا کہ ہمارے ملک کے تعلیمی نصاب سے متعلق تاریخ اسلام میں سے (حضرت) عمر (رضی اللہ عنہ) کے حالات اور ان کا دورِ خلافت خارج کر دیا جائے ـــــ اس مطالبہ کے جواب میں فرمانروائے موصوف نے کہا کہ:-

"اگر تاریخ اسلام میں سے عمرؓ اور دورِ خلافتِ عمرؓ کو خارج کر دیا جائے تو پھر تاریخ میں باقی ہی کیا رہ جاتا ہے جسے اسلام کی عظمت کے لئے پیش کیا جائیگا۔"

بادشاہ موصوف کا یہ قول ایک ایسی حقیقت کا منصفانہ اعتراف ہے جس سے کوئی دانش مند بمشکل ہی انکار کر سکے گا۔

آج کی مختصر صحبت میں اسی جلیل القدر شخصیت کی زندگی کے چند گوشے پیش کرونگا جس نے نہ صرف یہ کہ انسانی قلوب کو مسخر کیا بلکہ پانی کی موجوں اور ہوا کی لہروں پر بھی حکومت کی جو ایک ہی وقت میں اسلام کی مکمل تاریخ بھی تھی اور تاریخ ساز بھی۔ جس نے اسلامی تہذیب و تمدن سے پوری دنیا کو روشناس کرایا جس کی اخلاقی قوت نے ہزاروں سرکشوں کو سرِ تسلیم خم کرنے پر مجبور کر دیا۔ جس کی سیاسی و مادی ترقیات و فتوحات کی تیز روی نے دنیا کو وقفِ حیرت کر دیا تھا۔ آئیے اسی مقدس ہستی کا کچھ ذکرِ خیر ہم بھی کر لیں۔

فاروقِ اعظمؓ اسلام سے پہلے

اسلام سے قبل آپ کئی مخصوص اوصاف کے حامل تھے مثلاً:-

۱- آپ نسّاب یعنی علم الانساب کے ماہر تھے۔ آپ کے والد خطّاب، نسّاب کی حیثیت سے ملک گیر شہرت رکھتے تھے۔ یہ ورثہ آپ کو اپنے والد ہی سے ملا تھا جب آپ کسی کا نسب بیان کرتے تو اپنے والد کا حوالہ ضرور دیتے۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مردم شناسی میں کمال حاصل تھا جو شخص جس کام کا اہل ہوتا تھا۔ اس سے وہی کام لینے کا آپ خاص ملکہ رکھتے تھے۔

مَیں سمجھتا ہوں کہ آپ میں یہ وصف بھی بدرجۂ اتم موجود تھا کہ آپ علم الانساب میں پوری مہارت رکھتے تھے۔ ظاہر ہے جو شخص شعوب و قبائل پر پوری نظر رکھتا ہو۔ ان کے افراد کے نسبی حالات سے گہری واقفیت رکھتا ہو ان کی اخلاقی حالت سے بھی کسی حد تک باخبر ہو گا۔

۲- سفارت، یہ عہدہ ملکی اعزاز کے طور پر آپ کے خاندان میں چلا آرہا تھا۔ اور اسلام لانے سے قبل قریش کے سفیر آپ ہی تھے۔ آپ کی یہ خصوصیت مشہور تھی کہ آپ کسی اہم سے اہم معاملہ میں جب بھی سفیر بن کر گئے ہیں کبھی ناکام واپس نہیں آئے۔ اور اگر اس بات پر بھی غور کر لیا جائے کہ صحیح معنوں میں سفیر بننے کے لئے کن کن اوصاف کا ہونا ضروری ہے تو یہ لازماً ماننا پڑے گا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ زمانۂ قبل از اسلام میں بھی نہایت اونچی اور جامع صفات کے مالک تھے۔

۳- خطابت، ایک مستقل علمی وصف ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس میں بھی درجۂ کمال حاصل تھا۔ کتب سیر و تاریخ میں آپ کے خطوط کا ایک معقول ذخیرہ موجود ہے۔ جس کو آپ پڑھ کر آپ کے جوشِ بیان اور کلام، جامعیت اور فصاحت و بلاغت کی وسعت و تعمق کا اعتراف کرنا پڑتا ہے۔

۴- علاوہ ازیں آپ مشہور شہسوار اور پہلوان بھی تھے۔ گویا جسمانی توانائی میں بھی آپ کی شہرت تھی۔ بازار عکاظ میں بارہا آپ کے مقابلے ہوتے اور ہمیشہ کامیاب رہے۔

فاروقِ اعظمؓ کے اوصاف اسلام لانے کے بعد

اسلام قبول کرنے کے بعد جہاں آپ کے صحیفۂ اخلاق میں خلوص، زہد، تقویٰ، حق پرستی، راست گوئی، درست روی، تواضع سادگی، حفظِ لسان، انقطاع الی اللہ، رحمدلی اور حُبِّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسے روشن اور سراپا فضیلت عنوانات کا اضافہ ہوا۔

آپ کی سعادت کا پہلا باب

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خوش بختی کا پہلا باب اس وقت شروع ہوتا ہے جب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی بارگاہ میں دست بدعا ہوتے ہیں:-

"یا اللہ! اسلام کو کسی ایک عمرؓ سے عزت عطا فرما!! عمر بن خطاب سے یا عمر بن ہشام سے"۔

حضرت فاروقِ اعظمؓ کی سب سے بڑی خوش نصیبی تھی کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو قبول فرماتے ہوئے اسلام کی عزت کے لئے اللہ نے عمرؓ بن خطاب کو چُن لیا۔ یہ حق تعالےٰ کا آپ پر خاص کرم تھا جو اس تخصیص و انتخاب کی صورت میں ظہور پذیر ہوا۔ اس واقعہ کی روشنی میں اگر آپ کو "عزت الاسلام" کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا۔

اسلامِ عمرؓ کا واقعہ اہم ترین واقعہ تھا۔

بلاشبہ آپ کا اسلام قبول کر لینا ایک بہت ہی اہم واقعہ تھا۔ وہ منظر کس قدر قابلِ دید ہو گا جب حضرت عمرؓ دارِ ارقم میں رسولِ اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور پیش ہوتے ہیں اور آپ آگے بڑھ کر دامن تھام کر رسالت کی پُر رعب آواز میں فرماتے ہیں :-

"عمر! کیسے آئے ہو؟ کیا ارادہ ہے؟"

اور حضرت عمرؓ سراپا انکسار بن کر عرض کرتے ہیں "حضور! اسلام قبول کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں"۔

ہمہ گیر مسرت

یہ سن کر مسلمانوں کو کس قدر خوشی ہوئی ہو گی؟ اس کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ مسلمان اس زور کا نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہیں کہ صرف دار ارقم ہی نہیں بلکہ آس پاس کا سارا علاقہ گونج اٹھتا ہے۔ کفار کو جب اس واقعہ کی خبر ملتی ہے تو شور برپا ہو جاتا ہے اور برملا کہا جاتا ہے کہ آج مسلمانوں نے ہم سے بدلہ لے لیا ہے۔ اس واقعہ پر سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم اس لئے مسرور ہیں کہ اللہ نے دعا قبول فرمائی۔ حضرت عمرؓ اس لئے مطمئن ہیں کہ آج غلط ٹھکانے سے نکل کر صحیح مقام پر آ گیا ہوں۔ اور ۳۹ مسلمان بھی اس لئے خوش ہیں کہ ۳۹/۳۹ نہ رہے بلکہ آج اسلام عمرؓ کی بدولت ۴۰ کا عدد پورا ہو گیا۔ اور دوسرے اس لئے بھی کہ اب اسلام بے سہارا نہیں رہا۔

اب تک مسلمان چھپ چھپ کر نمازیں پڑھتے تھے۔ لیکن حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کرتے ہی فرمایا کہ اب نماز کعبۃ اللہ میں ہو گی۔ اور علی الاعلان ہو گی۔ یہ تھی اسلام کی پہلی عزت و عظمت جس کا ظہور حضرت عمرؓ کی بدولت ہوا۔

فاروقِ اعظمؓ کے کمالات۔ ایک عظیم حقیقت

حضرت عمرؓ کے کمالات کی وسعت دیکھ کر گو بڑی حیرانی ہوتی ہے۔ لیکن جب ہم ان امور پر غور کرتے ہیں تو یہ عظیم حیرت ایک عظیم حقیقت بن جاتی ہے۔ غور اس پر کیجئے کہ اللہ کا محبوب ایک عمر کو اپنے اللہ سے مانگتا ہے۔ اور اللہ کی طرف سے آپؐ کو عمر بن خطاب دے دیئے جاتے ہیں۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کو عطیۂ الٰہی نہیں سمجھا ہو گا؟ اور کیا عطیۂ الٰہی کی قدر کرنے والا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر بھی کوئی اور ہو سکتا ہے؟ اگر نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر یقین کیجئے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فیضانِ رسالت کو حضرت عمرؓ کی طرف منتقل کرنے میں ذرہ بھر کمی نہیں کی۔ اور پھر انتخابِ الٰہی کے پیشِ نظر آپ میں جو مخصوص صلاحیتیں تھیں ان کی بناء پر آپ کے ظرف بھی فیضانِ رسالت کو سمیٹنے میں رتی بھر کوتاہی نہیں کی۔ اور جب دینے والے کا کمال عطا اور لینے والے کا کمالِ اخذ و قبول آپس میں مل جائے تو اعلیٰ سے اعلیٰ جو نتائج بھی ظاہر ہوں وہ واقعی عقلِ انسانی کے لئے حیران کن ہی ہوں گے۔

آغوشِ رسالت میں پہنچ کر عمرؓ کیا سے کیا بن گئے

نبئ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جس تربیت گاہ سے کوئی سیفٌ من سیوف اللہ بن کر نکلا اور کوئی وہاں سے نکل کر امین ھٰذہ الامۃ کہلایا، کسی کو امین الامۃ کا خطاب حاصل ہوا (وغیرہ ذالک) اسی تربیت گاہِ رسالت سے عمرؓ بھی سند پا کر نکلے۔ مگر اب وہ عمرؓ پہلے عمرؓ نہیں تھے۔ وہی عمرؓ جو پہلے صرف عمر بن الخطاب تھے اب انہیں فاروقِ اعظمؓ کا خطاب زبانِ رسالت (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتسلیم) سے حاصل ہوا۔ اس لئے کہ آپ کی وجہ سے حق و باطل میں کھلا فرق واضح ہو گیا تھا۔

فاروقِ اعظمؓ پر حضورؐ کا اعتماد

یہ عمرؓ وہی عطیۃ الٰہی عمرؓ ہیں جن پر رسولِ پاکؐ کو اس قدر اعتماد ہے کہ :-

۱۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ اپنا دوسرا وزیر حضورؐ نے حضرت عمرؓ کو قرار دیا۔

۲۔ حضرت عمرؓ کے کامل اتباع اور مجسم اخلاص ہونے کی بناء پر حضورؐ نے یہاں تک فرما دیا کہ :-

"اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمرؓ نبی ہوتے"

گو یہ تمام امت کا عقیدہ ہے کہ حضورؐ کے بعد کوئی نبی نہیں اور آپ خاتم النبیین ہیں۔ لا ریب فیہ۔ لیکن لو کان بعدی نبیًا لکان عمرؓ کے الفاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو خصوصیت اور خاص رفعت و عظمت فاروقِ اعظمؓ کی بیان فرمائی ہے۔ اس میں بھی کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔

۳۔ فتح مکہ کے موقع پر جب بیعت کرنے والے مردوں اور عورتوں کا ہجوم تھا تو مورخین لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کام کو مختصر فرمانے کی غرض سے مردوں کی بیعت اپنے ذمہ لی اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو عورتوں میں بھیجا کہ وہ جا کر حضورؐ کے لئے عورتوں سے بیعت لیں۔ بنگاہِ غور دیکھئے تو اس واقعہ میں تقسیم عمل کی صورت معکوس ہونا چاہئے تھی۔ کہ حسب ضرورت حضرت عمرؓ مردوں میں نیابت بیعت کے فرائض انجام دیتے اور حضور صلعم مستورات سے بیعت لیتے مگر ایسا نہیں ہوا۔ صورتِ واقعہ وہی ہے جو عرض کی گئی ہے۔ اس واقعہ سے گو ضمنی طور پر تمدن کا مشہور مسئلہ تقسیم عمل بھی ثابت ہو جاتا ہے مگر ہمیں اس سے بحث نہیں۔ ہمیں تو یہ دیکھنا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمرؓ پر کتنا اعتماد رکھتے تھے۔ اور آپؐ کی بے نفسی اور خلوص پر کس قدر مطمئن تھے کہ اول تو بیعت جیسے اہم معاملہ میں آپ کو نیابت کا شرف رسول پاک صلعم کے حضور اور موجودگی میں حاصل ہوا (اور میں اپنے علم و بصیرت کی روشنی میں اس کو حضرت فاروق اعظمؓ کی ارفع ترین خصوصیات سمجھتا ہوں) پھر آپ کو نائب بیعت بنا کر عورتوں سے بیعت لینے کا کام تفویض کیا گیا۔ اللہ اکبر! کتنی بڑی خدمت ہے، کتنا بڑا اعزاز ہے، کیسا عظیم اعتماد ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے اللہ کے رسول صلعم نے فاروق اعظمؓ کے باطن میں جھانک کر دیکھ لیا تھا۔

صبغۃ اللہ سے رنگا ہوا فاروقؓ

بات یہ ہے کہ جب صبغۃ اللہ میں رنگنے والا اللہ کا رسول تھا اور جس کو رنگا جا رہا تھا۔ وہ تھا فاروق جیسا صلاحیتوں والا اللہ کا منتخب کیا ہوا انسان! تو پھر کمی کیوں رہتی اور پختگی کیوں نہ آتی اور اگر کمی رہ جاتی یا رنگ پائیدار نہ ہوتا تو پھر سوچ لیجئے کہ بات رسول پاک کی ذات ہی تک نہیں رہتی بلکہ خدا کی ذات تک بھی جا پہنچتی ہے۔

فاروقِ اعظمؓ کی جامعیت

یہی وجہ ہے کہ آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضانِ رسالت نے آپ کو جامع الاوصاف بنا دیا تھا۔ اگر آپ ایک طرف ورع و تقویٰ، زہد و قناعت، فقر و مسکنت، تعلق مع اللہ اور حبِ رسول صلعم میں مقام رفیع رکھتے تھے۔ تو دوسری طرف جہانبانی و جہاں آرائی و فرمانروائی و سلطنت پناہی، امورِ سیاست و انتظام میں بھی بے مثال و بے نظیر تھے۔ چنانچہ آپ کے مقبوضہ ممالک کا رقبہ ۲۲۵۱۰۳۰ میل تھا۔ جہانداری و مملکت آفرینی تسخیر ممالک و کشور کشائی اور حالتِ جنگ و امن کے جو اصول آپ نے وضع فرمائے وہ آج تک متمدن اقوام کے لئے دلیل راہ ہیں۔

خصائص اولیات، دینی امور میں اذان

بڑی اہمیت رکھتی ہے۔ تاریخ شاہد ہے کہ اذان کا سلسلہ آپؓ کی رائے سے قائم ہوا۔ اسلام کی تاریخ میں سب سے پہلے آپؓ نے زمین خدا کی راہ میں وقف کی۔ باقاعدہ بیت المال آپؓ نے قائم کیا۔ عدالتوں اور قاضیوں (ججوں) کا مکمل نظام بھی آپ ہی کا رہین احسان ہے۔ تاریخ و سن، فوجی دفتر، دفتر مال کا قیام و نظام بھی آپؓ ہی کی یادگار ہے۔ اماموں، مؤذنوں معلموں اور مجاہدوں کی باقاعدہ تنخواہیں آپؓ نے جاری کیں، اراضی کی پیمائش، مردم شماری، ممالک مقبوضہ کی صوبوں میں تقسیم، مجرموں کے لئے جیل خانے، جرائم میں درّہ کا استعمال، محکمہ پولیس کا قیام، ضروری مقامات پر چھاؤنیوں کا انتظام، جاسوسی و پرچہ نویسی کا مکمل نظام۔ یہ تمام معاملات آپ ہی کے زمانے میں مکمل صورت میں جاری و ساری ہوئے۔

سب سے پہلے آپ ہی نے یہ قانون جاری کیا کہ اہل عرب میں سے کوئی غلام نہیں ہو سکتا۔ اصول قیاس بھی آپ ہی کا قائم کیا ہوا ہے۔ علاوہ ازیں مساجد میں مواعظ کا سلسلہ بھی آپ ہی نے جاری کیا۔ اس سلسلے میں حضرت تمیم داری رضؓ کا سب سے پہلے بطور واعظ تقرر عمل میں آیا۔ کہاں تک ذکر کیا جائے۔ بہت سے ایسے اہم امور ہیں جن کی ایجاد و ترویج، تہذیب و ترتیب کا سہرا حضرت عمرؓ ہی کے سر ہے اور یہ کارنامہ تو آپ کا بہت ہی عظیم کارنامہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بار بار اصرار کر کے قرآن پاک کو ترتیب تلاوت پر مرتب کرایا اور شریک غالب کے طور پر اس عظیم خدمت میں برابر کے معاون رہے۔

حبّ رسول صلعم اور اتباع سنت

آپ کے اخلاق میں حب رسول (صلعم) کو اہم بنیادی مرتبہ حاصل ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس محبت کے نشے سے آپ سرشار ہی نہیں تھے بلکہ مدہوشی کی حد تک پہنچ گئے تھے۔ اس نشے کی شدت نے آپ کو اتباع نبوی کی مکمل تصویر بنا دیا تھا۔ آپ کی کوشش ہمہ وقت اس میں صرف ہوتی تھی کہ کوئی سانس، کوئی حرکت و سکون، کوئی انداز، کوئی قدم محبوب (صلعم) کی سنت کے خلاف نہ ہو جائے۔ اس ہمہ جہتی و ہمہ وقتی کوشش نے آپ کو ورع و تقویٰ، زہد و پرہیزگاری،

فقر و درویشی اور اخلاص و تعلق مع اللہ جیسے مقدس اوصاف میں کامل ترین بنا دیا تھا۔

تاریخی شواہد

تاریخ کی ان مستند روایات اور دیکھنے والوں کے عینی مشاہدات کو کیسے جھٹلایا جا سکتا ہے۔

۱۔ حضرت فاروق اعظم رضؓ خطبے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو عینی شاہد کہتا ہے کہ آپ کے تہبند میں ۱۲ پیوند سئے گئے ہیں۔

۲۔ قیصر روم کا سفیر مدینے پہنچ کر قصر شاہی کی تلاش میں سرگرداں پھرتا ہے۔ قصر خلافت کے شاہانہ جلال و شوکت کو اس کی نگاہیں ڈھونڈتی ہیں مگر ناکام رہتی ہیں۔ پوچھنے پر معلوم ہوتا ہے کہ یہاں نہ کوئی بادشاہ ہے نہ بادشاہ کا محل۔ ہاں مسلمانوں کا امیر ضرور ہے مگر وہ جنگل میں اونٹوں کی نگہبانی کرتا ہوا ملے گا۔

۳۔ وہ عمرؓ جن کے نام سے قیصر و کسریٰ کے ایوانوں میں زلزلہ آجاتا تھا۔ ان کو اس حالت میں بارہا دیکھا گیا ہے کہ جنگل میں کسی درخت کے نیچے مٹی پر پڑے سو رہے ہیں۔ اور گرمی کی شدت سے پسینہ بُری طرح بہ رہا ہے۔

قیصر روم کے نمائندے نے آپ کو اس حالت میں دیکھ کر کیا خوب کہا تھا:۔

"ہمارے بادشاہ ظلم کرتے ہیں
ان کا سکون چھین لیا گیا ہے وہ کسی
لمحہ آرام سے نہیں سو سکتے۔ لیکن
اے عمرؓ! آپ نے انصاف کیا۔
سکون آپ کا حق ہے۔ آپ جہاں
چاہیں جس طرح چاہیں آرام سے
سو سکتے ہیں"

۴۔ مستند تواریخ اس خبر کی بھی ذمہ دار ہیں کہ آپ کے پاس پہننے کے لئے پیوندوں سے بھرا ہوا ایک ہی جوڑا تھا چنانچہ آپ ایک مرتبہ بہت دیر کے بعد گھر سے نکلے دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ پہنے ہوئے کپڑے میلے ہو گئے تھے ان کو دھو کر ڈالا جب وہ سوکھ گئے تو ان کو پہن کر باہر نکلے دوسرا جوڑا نہیں تھا اس لئے یہ زحمت برداشت کرنا پڑی۔

۵۔ لباس سے گزر کر کھانے پینے میں بھی یہی زہد و قناعت کا رنگ انتہا کو پہنچا ہوا تھا۔ یوں تو اسلام قبول فرماتے ہی آپ نے تنعمات و ملذات کو ترک کر دیا تھا صرف سادہ اور ضروری غذا رہ گئی تھی لیکن زمانۂ خلافت میں جب ملک کے ایک علاقہ میں قحط پڑا ہے تو گوشت اور گھی جیسی ضروری اشیاء کو بھی ترک کر دیا۔ اور بالکل روکھی سوکھی غذا

ہوگئی حتیٰ کہ کوئی معمولی کھاتا پیتا آدمی بھی آپ کی غذا میں ساتھ نہیں دے سکتا تھا۔

آپ کی سخت مزاجی

آپ طبعی طور پر مزاج میں کچھ شدت نہیں کافی شدت رکھتے تھے۔ یہ طبعی شدت ہی کی انتہا تھی کہ علی الاعلان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ) قتل کرنے چلے تھے۔ یہ اور بات ہے کہ شکار کرنے والا خود شکار ہو گیا ؎

یا جان لینے آیا تھا قاتل حضور میں
یا اپنی جان دینا بھی منظور ہو گیا

مگر اسلام قبول کرنے کے بعد یہ شدتِ اعتدال بلکہ راہِ راست پر آگئی تھی۔ ضمناً ایک بات عرض کرتا چلوں۔

اشداء کی مستند تفسیر

قطب الاقطاب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ رحمۃً واسعۃ غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اشداء علی الکفار سے مراد حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ہیں۔

ہاں تو اسلام سے پہلے آپ کی وہ شدت جس سے ہر ایک دکھ پاتا یا متاثر ہوتا تھا اب اس کی تخصیص مشرکین و کفار تک رہ گئی، اور کفار بھی وہ جو متحارب ہوں ورنہ ذمیوں پر (جو کفار ہی کی ایک قسم ہے) آپ اس قدر مہربان تھے کہ زندگی بھر اُن کی حمایت اور ان کے حقوق کی ادائیگی کے لئے سرگرم رہے اپنے زمانۂ خلافت میں تاکیدی فرامین و احکام کے ذریعے برابر کوشاں رہے۔ یہاں زندگی کے آخری لمحات میں عین وفات کے قریب بھی آپ نے ذمیوں کی جانی و مالی حفاظت و نگرانی کی تاکید کی۔

اشدیت کی حدود

کلام الٰہی سے جو آپ کی اشدیت مفہوم ہوتی ہے۔ اس کا فیصلہ تو خود کتاب اللہ نے کر دیا ہے۔ کہ اس شدت کا تعلق مسلمانوں کے ساتھ نہیں کفار کے ساتھ ہے۔ تفصیل کا موقعہ نہیں ورنہ کتنے ہی واقعات اس پر شاہد ہیں پھر بھی مشہور یہی ہے کہ آپ بہت سخت مزاج تھے۔ چنانچہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی وفات کے وقت حضرت فاروق اعظم رضؓ کو خلافت کے لئے نامزد فرما رہے تھے تو اس وقت مخلص مشیروں کی طرف سے یہ بات واقعی طور پر پیش کی گئی تھی کہ:

"آپ ان کو اپنا جانشین نامزد تو کر رہے ہیں مگر ان کے مزاج میں سختی بہت ہے۔"

مگر دانائے راز حضرت صدیق رضؓ نے جواب دیا کہ

"یہ سختی اسی وقت تک ہے جب تک
اُن پر خلافت کا بار نہیں پڑتا جب ذمہ داری
اُن پر عائد کی جائے گی تو اس کے بار کی
وجہ سے وہ خود نرم ہو جائیں گے"۔

اور بعد کے آنے والے واقعات نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی اس پیش گوئی کو حرف بحرف سچا کر دکھایا۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ دینی امور اور اسلامی مقتضیات کی تعمیل و تکمیل میں خود بھی انتہا پسند تھے اور دوسروں سے بھی اس کا مطالبہ سختی سے کرتے تھے یہاں تک کہ یہ مطالبہ بسا اوقات محاسبہ کی صورت اختیار کر جاتا تھا۔ جس قدر واقعات بھی اس قسم کے ہیں ان سب میں یہی دینی روح کارفرما نظر آئے گی بایں ہمہ یہ دعویٰ کرنا کہ آپ کے اندر رفق و رحمدلی کا جذبہ موجود ہی نہیں تھا۔ ایک افتراء ہوگا زبردست افتراء

آپ کا جذبہ رحمدلی

بے شمار واقعات سے ثابت ہے :۔

۱۔ ابھی مذکور ہوا ہے کہ ذمیوں کے بارے میں حضرت عمرؓ کو بہت ہی خیال رہتا تھا۔ ان کے حقوق و مفادات کی تا زندگی بھرپور حفاظت کی ہے۔ میرے خیال میں اس کا منشاء بھی رحمدلی کے سوا اور کچھ نہیں تھا۔

۲۔ غلاموں کے ساتھ آپ کا برتاؤ نہایت ہی شفقت آمیز تھا۔ اُن کی آزادی کے لئے ہر ممکن انتظام کیا۔ پہلے ذکر آچکا ہے کہ سب سے پہلے آپ ہی نے یہ حکم نافذ کیا کہ کوئی عربی غلام نہیں بنایا جا سکتا۔ دیگر غلاموں کے لئے بھی ان کی شفقت کو کم کرنے، ان کو اعزہ سے دُور و جدا نہ کرنے، اور انہیں آزاد کئے جانے کے بہتر احکام و انتظام نافذ کئے۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ غلاموں کو حقیر اور ذلیل سمجھنے کا جذبہ کافی حد تک کمزور کر دیا اور اس کے لئے خود عملی ثبوت پیش کیا۔ چنانچہ آپ غلاموں کو اپنے ساتھ دسترخوان پر بٹھا کر کھانا کھلاتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ

"خدا ان لوگوں پر لعنت کرے جو اپنے
غلاموں کے ساتھ بہتر سلوک نہیں
کرتے۔ اور ان کو ذلیل سمجھتے ہیں"۔

آپ نے مسلمانوں کو جو روزینے اور عطیے عطا کئے ان میں بندہ و آقا کا کوئی امتیاز باقی نہیں رکھا۔

بندہ و آقا کا سفر

بیت المقدس کے معاہدے کے موقعہ پر آپ نے جس انداز سے سفر کیا ہے وہ تاریخ کی کتابوں میں واضح الفاظ کے ساتھ مذکور ہے یہاں تک کہ جب آپ منزلِ مقصود پر پہنچے ہیں تو غلام اونٹ پر سوار تھا اور آپ اس کی مہار تھامے ہوئے چل رہے تھے۔

غرضیکہ انسانوں کے ایک ضعیف اور کمزور طبقے کے بارے میں آپ جو بہترین طرزِ عمل چاہتے تھے اس کا ثبوت آپ نے اپنے قول و فعل سے ہر طرح سے بہم پہنچایا۔ اس تمام تر جد و جہد کا ماحصل بھی آپ کا جذبۂ رحمدلی ہی تھا۔

۳۔ مجاہدین کے بال بچوں کی دیکھ بھال، اُن کے گھروں کا سودا سلف لاکر دینا۔ ان کی دیگر بڑی سے بڑی اور معمولی سے معمولی ضرورتوں کا خیال رکھنا۔ یہ سب کچھ بھی آپ نے اپنے ذمہ ضروری قرار دے لیا تھا اور اس کا منشاء بھی بظاہر رحم دلی کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔

۴۔ وہی فاروق اعظمؓ جو وفات نبویؐ صلعم پر شمشیر برہنہ لے کر کھڑے ہو گئے۔ اور برملا یہ اعلان کر رہے تھے کہ :۔

"جو شخص یہ کہے گا کہ محمد (صلی اللہ
علیہ وسلم) وفات پا گئے اس کا سر
اسی تلوار سے قلم کر دوں گا"۔

اور لوگوں نے اس کی مختلف توجیہات بھی پیش کی ہیں۔ بعض نے کہا ہے اپنے مزاج کی شدت کے پیش نظر آپ اس قیامت کبریٰ کے غمناک و الم پاش اثر سے متاثر نہیں ہوئے اور بعض کہتے ہیں کہ وفات نبی صلعم کے شدید تاثر کی وجہ سے آپ اپنے آپے میں نہیں رہے تھے۔ گویا ایک حیرت کا عالم طاری ہو گیا تھا۔ بہرحال کچھ بھی ہو وہ بھی ان کی ایک کیفیت تھی اور یہ بھی ایک کیفیت ہے۔ جسے مستند تاریخوں نے ہم تک پہنچایا ہے کہ :۔

"جب حضرت نعمان بن مُقرن اور ان
کے رفقاء کی خبر شہادت آپ کو پہنچی۔
تو بے اختیار ہو گئے اور زار و قطار
رونے لگے"۔

اللہ اکبر! دنیا اور کیسی رحمدلی کا ثبوت چاہتی ہے؟ اور وہ کون سی خوبی ہے جو آپ میں موجود نہیں تھی۔

مذکورہ واقعہ کو پڑھئے اور یاد کیجئے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آپ کے متعلق کس قدر صحیح پیش گوئی کی تھی۔ کہ

"جب ان پر خلافت کا بار پڑیگا
تو ان کی شدت خود ہی نرمی سے
بدل جائے گی"۔

۵۔ آپ نے اپنی رحمدلی ہی کے تحت ملک میں ضرورتمند افراد کی غذائی ضروریات کے لئے عام لنگر خانے جاری کئے تاکہ کوئی شخص بھوکا نہ رہے۔ جس شخص کے مزاج میں غلظت ہو وہ ایسا کام کر ہی نہیں سکتا۔

۶۔ یتیموں اور بیواؤں کی خبرگیری کرنا، راتوں کو چھپ چھپ کر امت کے ضعفاء کا حال معلوم کرنا اور ان کی مطلوبہ ضرورتیں فوراً پوری کرنا آپ کا روزانہ کا معمول تھا۔ کیا اس قدر اخلاق اولوالعزمی کا اظہار ایسا شخص کر سکتا ہے جس کے دامن میں شدت ہی شدت ہو۔

بات یہ ہے کہ فیضانِ رسالت سے فیضیاب ہونے والے اور جناب رحمۃ للعالمین کے پروردۂ خاص حضرت فاروق اعظمؓ میں اگر رفق و مرحمت کا وصف نہ ہوتا تو اور کس میں ہوتا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعجاز تربیت کا تو کرشمہ ہی صرف یہ تھا کہ حضرت عمرؓ کو محض عمر نہیں رکھا بلکہ جامع الاوصاف عمرؓ بنا دیا اور ایسا کہ ہر وصف اپنے کمال کے ساتھ اپنی حد اور مقدار میں موجود رہے کسی وقت بھی ان میں خلط نہ ہونے پائے۔

یہی وجہ ہے کہ حضرت فاروق اعظمؓ رفق و ملاطفت کے وقت سراپا رحم و کرم نظر آتے تھے۔ گویا صاف معلوم ہوتا تھا کہ فیضانِ رسالتؐ نے آپ کو شانِ رحمۃ للعلمینی کا پورا مظہر بنا دیا ہے۔ لیکن جس موقع پر جلال و شدت کی ضرورت ہوتی تھی۔ اس وقت آپ اسی وصف کا مظہر اتم نظر آتے تھے اسی لئے کہ رسالت کی ایک خاص شان یہ بھی تھی اور آپ بارگاہ رسالتؐ ہی کے خاص پروردہ تھے۔ آپ کی سیرت کے یہ مختلف پہلو حضور اکرم صلعم کی موجودگی میں روشن اور مشہور تھے اور حضور صلعم کے بعد آپؐ ہی کے طفیل ان میں مزید اعلیٰ سے اعلیٰ کمال حاصل ہوا۔

فاروق اعظمؓ کی عظمت کے شخصی فوائد

حضرت فاروق اعظمؓ کے یہی عملی و علمی کمالات تھے۔ جن کی بناء پر اساطینِ امت نے آپ کی عظمت و جلالت کا اعتراف کیا ہے۔

۱۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علم کے دس حصوں میں سے ایک حصہ ساری امت کو دیا گیا ہے اور ۹ حصے حضرت عمر کو دئے گئے ہیں۔

حضرت ابن مسعودؓ کی اس شہادت کو آپ محض ستائش آرائی نہ سمجھیں بلکہ ایک نظر تواریخی شواہد پر ڈال لیں۔

حضرت عمرؓ کے قضایا (فیصلے) آپ کے مجتہدات، محکم اصول پر مبنی مضبوط نظریات اور آپ کے شرعی و انتظامی تصرفات کو ابواب و فصول کے تحت جمع کرنے کی کوشش کی جائے تو فقہ عمرؓ کے نام سے ایک دو نہیں متعدد ضخیم

مجلدات تیار ہو جائیں۔ فقہ کا معمولی طالب علم بھی آپ کے فیصلے اور احکام کا مطالعہ کر کے اُن کی گہرائی، گیرائی، ندرت و پنہائی پر حیران رہ جاتا ہے۔

۲۔ امیرالمومنین سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ارشادِ گرامی ملاحظہ فرمائیں۔ فرماتے ہیں:۔

"جب صالحین کا ذکر کرو تو حضرت عمرؓ کو ضرور یاد کر لو۔"

اس فرمان کی سب سے بڑی اہمیت تو یہی ہے کہ یہ ایسے گرامی مرتبت انسان کی طرف منسوب ہے جو فضائل و مناقب اور مکارم و محاسن میں خود بھی جلیل القدر مقام رکھتا ہے۔ دوسرے اس میں جامعیت بہت ہی زائد ہے۔ مقام مدحت میں صالحین کا لفظ اختیار کرنے میں عظیم فائدہ یہ بھی ہے کہ آپ کے سارے کمالات کی طرف ایک جامع اور لطیف اشارہ ہو جاتا ہے۔

۳۔ امیرالمومنین سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔

"اللہ عمرؓ کی قبر کو روشن کرے۔ جنہوں نے تراویح کی جماعت کا نظم قائم کر کے مساجد کو مزیّن کر دیا۔"

۴۔ سیدنا حضرت جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

"میں اس شخص سے سخت بیزار ہوں جو حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو بھلائی سے یاد نہ کرے۔"

۵۔ حضرت نافع رضی اللہ عنہ نے ایک سلسلۂ گفتگو میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا کہ:۔

"ہر نیک کام میں آپ کی کوشش انتہا کو پہنچی ہوتی تھی اور آپ ہر کام نہایت عمدگی اور بہتری کے ساتھ کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اسی روش پر آپ کا وصال ہوا۔"

یہ ایک ایسے عینی شاہد کی شہادت ہے جس نے حضرت عمرؓ کو بہت قریب سے دیکھا تھا۔ الفاظ پر غور کیجئے اور پھر دیکھئے کہ کَانَ اَجَدَّ وَ اَجوَدُ سے بڑھ کر آپ کا سراپائے علم و عمل اور کیا ہو سکتا تھا۔

یہی علم کی جامعیت اور عمل کی پختگی تھی جس نے آپ کو محبوب خلائق بنا دیا۔ پبلک کو اپنے حکمران سے شکایات اسی وقت ہوتی ہیں جبکہ ان کے جائز حقوق و مطالبات پورے نہ کئے جائیں۔ لیکن زمانۂ خلافتِ فاروقی میں اس قسم کی شکایات کا کوئی وجود ہی نہیں تھا۔ ان کے مبارک دور میں وسعتِ حکومت کے باوجود ہر حق دار کو اس کا حق پہنچ رہا تھا اس لئے آپ سے ڈرنے والے وہی چند افراد ہو سکتے ہیں جن کو اپنی کسی کوتاہی کی وجہ سے مواخذہ و احتساب کا ڈر ہو۔ ورنہ جمہور مسلمان تو آپ سے دلی محبت ہی رکھتے تھے۔ اور ایسا کیسے نہ ہوتا جبکہ

۶۔ حسبِ قول امام محمد بن سیرین رحمہ اللہ تمام امت کا یہ ایمانی و قلبی فیصلہ ہے کہ:۔

"جو شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھتا ہو اس کے متعلق یہ گمان بھی نہیں کیا جا سکتا کہ وہ حضرت صدیق و فاروق اعظم رضی اللہ عنہما سے محبت نہ رکھے اور ان کی شان میں گستاخی کرے۔"

۷۔ اور ان سب سے بڑھ کر خوف آخر خود حضورِ خاتم الرسل، ہادی السبل، فخر کونین رسول الثقلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد سے ذرا غور فرمائیں اور صورتِ واقعہ ملاحظہ کریں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ کو مخاطب فرماتے ہوئے فرمایا۔ یا خیرالناس!

(۱) اے تمام انسانوں میں سے بہتر!

حضرت صدیقؓ نے فرمایا کہ:۔

"اے عمرؓ! کیا آپ مجھے اس لقب سے یاد کرتے ہیں حالانکہ میں نے خود اللہ کے رسول صلعم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عمرؓ سے بہتر کسی آدمی پر کبھی سورج طلوع نہیں ہوا۔"

سبحان اللہ! زبانِ رسالتؐ سے خیرالامت ہی کا نہیں خیرالناس کا لقب مل رہا ہے۔ اللہ اکبر! اس سے بڑھ کر حضرت فاروق اعظمؓ کی عظمت و شان اور کیا ہو گی۔ اور بات جب ارشادِ نبویؐ پر آ گئی ہے تو آئیے مزید معلومات حاصل کر لیں۔ کچھ حضورؐ کے ارشادات ربانیہ اور تحریر میں لے آئیں۔ تاکہ اس بات کے سمجھنے میں پوری آسانی ہو جائے کہ استاد کی بابرکت نظروں میں شاگرد کی مزید حیثیت کیا ہے۔

یاد رکھئے کہ استاد وہ ہے جس کے متعلق کہا گیا ہے

یتیمے کہ ناکردہ قرآں درست
کتب خانۂ چند ملت بشست

اور شاگرد وہ ہے جو منشیت الٰہی اور انتخابِ خداوندی کے تحت چالیسویں نمبر پر داخل درس اور شامل جماعت ہوا ہے۔

یاد رکھئے۔ نبی کو نبوت چالیس سال ہی میں ملتی ہے۔ انسانی عقل کو کمال بھی چالیس سالہ ہونے پر ہی ملتا ہے۔ اسلامیوں بلکہ قدوسیوں کی جو جماعت حضورؐ کے زیرسایہ تشکیل و ترتیب پا رہی تھی۔ اس کی پختگی اور عزت کے لئے بھی بنیادی پتھر حضرت فاروق اعظمؓ کو بنایا گیا کہ آپ چالیسویں نمبر پر اسلام لائے۔ دراصل آپ ہی کے اسلام لانے پر یہ جماعت پورے طور پر جماعت بنی۔ اب دیکھئے کہ اس شاگرد نے استاد کی بارگاہ میں کیا مقام حاصل کیا اس کا جواب ذیل کی سطور میں ملے گا۔

آقائے نامدار سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔

(۱) "لا ریب اللہ نے عمر کی زبان و دل پر حق کو جاری و ساری کر دیا ہے۔"

ایک واقعہ کے ذیل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

(۲) "میں دیکھ رہا ہوں کہ جناتی اور انسانی شیاطین عمرؓ سے بھاگتے ہیں۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنا ایک خواب بیان فرماتے ہیں۔ (اور اس بات کو پہلے ہی ملحوظ رکھیں کہ بحسب تصریح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما پیغمبروں کا خواب وحی ہوتا ہے)

(۳) "میں نے جنت میں ایک سونے کا محل دیکھا۔ میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے تو جواب دیا گیا کہ عمر بن الخطابؓ کا۔"

ایک مرتبہ فخر موجودات، سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰت نے لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ کہ تمہارے سامنے جنت والوں میں سے ایک آدمی ظاہر ہوا چاہتا ہے۔ اس فرمان کے بعد متصلاً ہی حضرت ابوبکر الصدیق تشریف لائے۔ حضور صلعم نے پھر فرمایا:۔

(۴) "اہل جنت میں سے ایک شخص ابھی ابھی آنے والا ہے۔" اور اس فرمانے کے بعد ہی حضرت عمرؓ تشریف لائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیش آمدہ صورتِ حال کے بعد حضرت عمرؓ سے یہ بات برملا طور پر فرمائی۔

(۵) "(اے عمرؓ) جس راستے پر تم چل رہے ہو گے اس پر تمہیں شیطان چلتا ہوا کبھی نہیں ملے گا۔ وہ مجبور ہو گا کہ اپنا راستہ بدل کر دوسرا راستہ اختیار کرے۔"

ایک مرتبہ حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جبل احد پر تشریف لے گئے۔ اس موقعہ پر پہاڑ میں کچھ حرارت سی پیدا ہوئی۔ آپؐ نے فرمایا:۔

(۶) "اے احد! ٹھہر جا۔ اس لئے کہ اس وقت تیرے اوپر ایک نبیؐ ہے، ایک صدیقؓ اور دو شہید ہیں!"

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی (غالباً) سما کی سیر کا ذکر فرمایا کہ میں جنت میں داخل ہوا۔ وہاں ایک محل دیکھا میں نے اس کی خوبصورتی کے پیش نظر پوچھا۔ کہ یہ محل کس کا ہے؟ جواب عرض کیا گیا کہ عمر بن الخطاب کا۔ حضور فرماتے ہیں کہ

(۷) "میرا جی چاہا۔ کہ میں اس محل کے اندر داخل ہو جاؤں۔ مگر اے عمرؓ! مجھے

مولانا سید نور الحسن شاہ بخاری

شہادتِ امام مظلوم

سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ

حاکمؒ نے حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت عثمانؓ نے (شہادت کی) صبح کو لوگوں سے کہا کہ میں نے آج شب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ فرماتے تھے۔ یا عثمان افطر عندنا اے عثمان! آج افطار ہمارے ساتھ کرنا۔ چنانچہ اس دن عثمانؓ روزہ دار تھے، اور اسی دن شہید ہوئے۔ رضی اللہ عنہ

دردناک شہادت

آخر وہ گھڑی آپہنچی جس کا عہد رسالتؐ سے امامؓ کو انتظار تھا۔ (۱) مورخ ندوی لکھتے ہیں۔ باغیوں نے مکان پر حملہ کر دیا۔ حضرت امام حسنؓ جو دروازہ پر متعین تھے۔ مدافعت میں زخمی ہوئے، چار باغی دیوار پھاند کر چھت پر چڑھ گئے آگے آگے حضرت ابوبکرؓ کے چھوٹے صاحبزادے محمد بن ابی بکرؓ تھے۔ جو حضرت علیؓ کی آغوش تربیت میں پلے تھے۔ یہ کسی بڑے عہدہ کے طلب گار تھے۔ جس کے نہ ملنے پر حضرت عثمانؓ کے دشمن بن گئے تھے۔ انہوں نے آگے بڑھ کر حضرت عثمانؓ کی ریش مبارک پکڑ لی۔ اور زور سے کھینچی، حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔ بھتیجے! اگر تمہارے باپ زندہ ہوتے تو ان کو یہ پسند نہ آتا یہ سن کر محمد بن ابی بکرؓ شرما کر پیچھے ہٹ گئے۔ اور ایک دوسرے شخص کنانہ بن بشر نے آگے بڑھ کر پیشانی مبارک پر لوہے کی لاٹ اس زور سے ماری کہ پہلو کے بل گر پڑے۔ اس وقت بھی زبان سے " بسم اللہ توکلت علی اللہ سودان بن حمران مرادی نے دوسری ضرب لگائی۔ جس سے خون کا فوارہ جاری ہو گیا۔ ایک اور سنگ دل عمرو بن الحمق سینہ پر چڑھ بیٹھا، اور جسم کے مختلف حصوں پر پے درپے نیزوں کے نوزخم لگائے کسی شقی نے بڑھ کر تلوار کا وار کیا۔ وفادار بیوی حضرت نائلہؓ نے جو پاس بیٹھی تھیں، ہاتھ پر روکا تین انگلیاں کٹ کر الگ ہو گئیں۔ وار نے ذوالنورین کی شمعِ حیات بجھا دی۔ اس بیکسی کی موت پر عالم امکان نے ماتم کیا۔ کائنات ارضی وسماوی نے خونِ ناحق پر آنسو بہائے، کارکنان قضا وقدر نے کہا۔ جو خون آشام تلوار آج بے نیام ہوئی ہے۔ وہ قیامت تک بے نیام رہے گی۔ اور فتنہ وفساد کا جو دروازہ کھلا ہے۔ وہ حشر تک کھلا رہے گا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

شہادت کے وقت حضرت عثمانؓ تلاوت فرما رہے تھے۔ قرآن مجید سامنے ...... کھلا تھا اس خونِ ناحق نے جس آیت کو خوناب کیا وہ یہ ہے

فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔ (بقرہ) ترجمہ خدا تم کو بس ہے اور وہ جاننے والا ہے۔ امام ابن جریرؒ نقل فرماتے ہیں۔

تجیبی حضرت عثمانؓ پر حملہ آور ہوا آپ کے سامنے کے دانت توڑ دیئے اور خون اس آیت پر پڑا فسیکفیکہم اللہ

یہ سینے اور یہ کینے

یہ سینے ہیں یا آگ کے خزینے؟ یہ صدور ہیں۔ یا تنور؟ جو آتش فساد وعناد سے نہایت بری طرح بھڑک رہے ہیں۔ اعداءِ امام کے دل میں حضرت عثمانؓ کے خلاف جو بغض اور کینہ تھا۔ اس کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ اللہ کے لئے تین زخم اور اپنے لئے چھ اور در حقیقت وہ تین بھی اللہ کے لئے نہیں تھے وہ بھی ان کے خبث باطن کا تقاضا تھے۔ اور کینہ جذبات کی تسکین کا ذریعہ! وہ جذبات جو شہادتِ امام کے بعد بھی ٹھنڈے نہ پڑے۔ برابر مشتعل رہے۔

مدفن مبارک

علامہ ندویؒ لکھتے ہیں:۔ جمعہ کے دن عصر کے وقت۔ شہادت کا واقعہ پیش آیا۔ دو دن تک لاش بے گور وکفن پڑی رہی۔

حرم رسول میں قیامت برپا تھی، باغیوں کی حکومت تھی۔ ان کے خوف سے کسی کو علانیہ دفن کرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی، سنیچر کا دن گزر کر رات کو چند آدمیوں نے ہتھیلی پر جان رکھ کر تجہیز وتکفین کی ہمت کی اور غسل دیئے۔ بغیر اسی طرح خون آلود پیراہن میں شہید مظلوم کا جنازہ اٹھایا، اور کل سترہ آدمیوں نے کابل سے مراکش تک کے فرمانروا کے جنازہ کی نماز پڑھی۔ مسند ابن حنبلؒ میں ہے کہ حضرت زبیرؓ نے اور ابن سعد ہے۔ کہ حضرت زبیرؓ بن مطعم نے نماز پڑھائی اور جنت البقیع کے پیچھے حش کوکب میں اس علم وبربادی کے مجسمہ اور بیکسی ومظلومی کے پیکر کو سپرد خاک کیا۔ بعد کو یہ مقام دیوار توڑ کر جنت البقیع میں داخل کر لیا گیا۔ آج بھی حقیقت البقیع کے سب سے آخر میں مزار مبارک موجود ہے۔

امام ابن عبدالبر رحمۃ اللہ لکھتے ہیں:۔

حضرت عثمانؓ رات کو حش کوکب میں دفن کئے گئے کوکب انصار کے ایک شخص کا نام ہے۔ اور حش کے معنی باغ وبستان اسے (خود حضرت) عثمانؓ نے خریدا تھا۔ اور بقیع میں شامل کر دیا تھا۔ اور آپ سب سے اول اس میں دفن ہوئے۔ حضرت نیار بن مکرم حضرت ابوجہم بن حذیفہ اور حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہم، نے آپ کو قبر میں اتارا۔ اور حکیم بن حزام اور آپ کی ازواج حضرت ام البنین و حضرت نائلہ رضی اللہ عنہم نے آپ کو اٹھا کر دیا۔ جب آپ کو دفن کر چکے تو:۔

عبواقیرہ رحمۃ اللہ علیہ:۔

آپ کی قبر کے تمام ونشان کر دیا۔ رضی اللہ عنہ۔ قبر اس لئے گم کر دی گئی کہ ان درندوں سے یہ خطرہ بھی تھا۔ کہ کہیں امام عالی مقامؓ کی قبر کھود کر نعش مبارک کی بے حرمتی نہ کریں۔

تدفین کب عمل میں آئی

مشہور تو یہی ہے کہ تین دن امام مظلوم کی نعش بے گور وکفن پڑی رہی۔ بعض روایات میں دو دن کا ذکر ہے اور بعض روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شہادت کے بعد پہلی ہی رات امام مظلوم کو دفن کر دیا گیا۔ چنانچہ:۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ تحریر فرماتے ہیں:۔

کہا جاتا ہے کہ آپ دو راتیں دفن نہ ہو سکے اور کہا جائے گا کہ اسی رات دفن کر دیئے گئے بل دفن من لیلتہ۔

سنگ دِل دشمن

سنگ دل سے سنگ دل دشمن بھی بے گناہ کے لہو سے سیراب ہو جانے کے بعد اسے معاف کر دیتے اور اپنے کرتوت پر پشیمان نظر آتے ہیں۔ جیسا کہ مشہور ہے

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ
ہائے اس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

مگر امام مظلوم کے خونخوار دشمن حضرت امام کا لہو پی کر بھی تشنہ کام رہے۔ امامؓ کو بے دردی سے شہید کر دینے کے بعد بھی ان کی پیاس نہ بجھی تسکین نہ ہوئی شہادت کے بعد بھی ان لعینوں نے شہید کریمؓ کو معاف نہ کیا اور ظلم وستم پر برابر کربستہ رہے۔

(حضرت امامؓ کا گھر اور بیت المال لوٹ لیا)

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ تحریر فرماتے ہیں:۔

پھر یہ بدکار لوگ (حضرت امام کے) گھر کے مال ومتاع کی طرف توجہ ہوئے اور اسے لوٹ لیا۔ اور ان میں ایک منادی کرنے والے نے ندا کی۔

أيحل لنا دمه ولا يحل لنا ماله۔ ترجمہ۔ کیا ہم پر آپ کا خون مباح ہے اور آپ کا مال حلال

نہیں ---!

پس سب نے مال و متاع لوٹ لیا۔ اور جس چیز پر بھی ان کا گزر ہوتا تھا اسے اٹھا لیتے تھے یہاں تک کہ :-

ایک شخص کلثوم نجیبی نے حضرت نائلہؓ کی (کٹی ہوئی) انگلیاں بھی اٹھا لیں، حضرت عثمانؓ کے ایک غلام نے اسے قتل کردیا۔ پھر یہ غلام بھی قتل کردیا گیا۔ پھر یہ خوارج بیت المال جا پہنچے :-

فاخذوا مال بیت المال وکان فیہ شیٔ کثیر جدًا۔

ترجمہ :- اور بیت المال کا مال لوٹ لیا، اور بیت المال میں بہت زیادہ اور قیمتی مال تھا۔

۲۔ نعش کی بے حرمتی

(۱)- علامہ ابن عبد البرؒ رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں۔ کہ شہادت کے بعد ایک مصری ننگی تلوار لے کر آیا اور کہنے لگا۔ خدا کی قسم میں اس (حضرت امامؓ) کی ناک کاٹوں گا۔ اس پر آپ کی زوجہ محترمہ نے آستینیں چڑھا لیں اور اس کی تلوار پکڑ لی۔ جس سے آپ کا انگوٹھا کٹ گیا۔ پھر آپ نے حضرت عثمانؓ کے ایک غلام رباح سے جس کے پاس حضرت عثمانؓ کی تلوار بھی فرمایا اس کے مقابلے میں میری مدد کرو غلام نے تلوار سے اسے قتل کردیا۔

ب۔ امام ابن جریرؒ نقل کرتے ہیں، کہ حضرت عثمانؓ کے قتل کے بعد باغیوں نے ان کا سر کاٹ لینا چاہا۔ اس پر (آپ کی ازواج محترمات حضرت) نائلہؓ اور حضرت ام البنینؓ حضرت عثمانؓ پر جھک گئیں، انہیں اس سے منع کیا۔ چیخیں چلائیں، منہ پیٹ لیا۔ اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے، اس پر ابن عدیس نے کہا۔ چھوڑ دو"

۳۔ نماز جنازہ کی ممانعت

امام ابن جریرؒ امام واقدیؒ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمانؓ قتل کے بعد دو دن بے گور و کفن پڑے رہے۔ (صحابہؓ) آپ کے دفن کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ پھر حکیم بن حزام جبیر بن مطعم نیار بن مکرم اور ابوجہم بن حذیفہ (رضی اللہ عنہم) چار حضرات نے آپ کا جنازہ اٹھایا، جب نماز کے لئے جنازہ رکھا گیا تو اسلم بن اوس بن بجرۃ الساعدی وابو حیہ المازنی وغیرہ آئے

یمنعونہم الصلواۃ علیہ ومنعوھم ان یدفن بالبقیع۔

انہوں نے امام مظلومؓ پر نماز جنازہ پڑھنے اور آپ کو بقیع میں دفن کرنے سے ان حضرات کو روک دیا۔

حضرت ابوجہمؓ نے فرمایا تم انہیں (بغیر نماز ہی) دفن کردو۔ فقد صلی اللہ علیہ و ملائکتہ بلاشبہ آپ پر اللہ نے رحمت نازل فرمائی ہے۔ اور فرشتوں نے رحمت کی دعا کی ہے۔

۴۔ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کی ممانعت

"باغیوں نے کہا

لا واللہ لا یدفن فی مقابر المسلمین۔ ترجمہ۔ نہیں، خدا کی قسم! یہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں ہوں گے۔ پس ان حضرات نے آپ کو حش کوکب میں دفن کردیا، جب بنو امیہ برسر اقتدار آئے تو انہوں نے اس حش کو جنۃ البقیع میں داخل کردیا۔

واقدیؒ کی روایت ہے۔ کہ جب حضرت عثمانؓ شہید کئے گئے تو ایک شخص نے کہا یہ دیر سلع (یہودیوں کے قبرستان) میں دفن ہوں گے، حضرت حکیم بن حزام نے فرمایا، خدا کی قسم! جب تک قصی کا ایک بھی فرزند زندہ ہے، ایسا نہیں ہوگا۔

جور مسلسل

یہ مظالم تو وہ تھے۔ جو وقتی اور ہنگامی تھے ختم ہوگئے۔ لیکن ایک ایسا ظلم بھی ہے۔ جو آج تک ختم ہونے میں نہیں آتا ---

علامہ ابن عبد البرؒ علی بن زید بن جدعان سے باسند روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت سعید بن المسیب نے مجھ سے فرمایا۔ اس شخص کے منہ کی طرف دیکھو، میں نے دیکھا تو وہ روسیاہ تھا فرمایا :-

کان یسبُّ علیاً و عثمان رضی اللہ عنہما

ترجمہ :- یہ حضرت علیؓ و عثمانؓ کو گالیاں بکتا تھا۔ میں اس کو روکتا تھا۔ مگر یہ نہ رکتا تھا۔ میں نے کہا الٰہی! اگر یہ ان دونوں حضرات کو سب و شتم کرکے تجھے ناراض کرتا ہے۔ تو مجھے اس کے ذریعہ نشانی دکھا دے۔ پس اس کا منہ کالا ہوگیا جیسا کہ تو دیکھ رہا ہے ---؟

سب و شتم کا یہ جور مسلسل اور ظلم غیر مختتم آج تک برابر جاری ہے۔ اور شاید قیامت تک ختم ہونے میں نہ آئے کاش! دشمنان صحابہؓ اور اعداء عثمانؓ و علیؓ مندرجہ بالا واقعہ سے سبق و عبرت حاصل کرکے اپنی عاقبت خراب نہ کرتے۔

بہر حال حضرت امامؓ مظلوم شہید ہوکر دارین میں سرخرو ہوگئے۔ اور آپ کے دشمن دارین میں روسیاہ! وہ دنیا ہی میں کتوں کی موت مرے، ابن سبا یہودی پر خدا کی لعنت ہو۔ وہ بدبخت خود تو جل مرا مگر اس نے دین و ملت کی تخریب و تفریق کا جو پروگرام بنایا تھا۔ وہ بڑی حد تک پورا ہوکر رہا۔ حضرت عثمانؓ شہید ہوئے۔ اور ان کی شہادت کے بعد سے مسلمانوں میں تفریق اور باہم کشت و خونریزی کی جو ابتدا ہوئی تو وہ برابر جاری ہے۔ اور قیامت تک اس کا سلسلہ بند ہوتا نظر نہیں آتا۔

اس سے زیادہ ملعون ابن سبا نے ملت اسلامیہ کو یہ نقصان پہنچایا کہ تفریق بین المسلمین کے لئے اس نے دین میں نئے نئے عقیدے ایجاد کئے تھے وہ ایک طبقے میں قبول عام اور بقائے دوام حاصل کرکے امت میں مستقل تفرقہ بندی کا باعث بن گئے اور مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کردیا

انا للہ وانا الیہ راجعون

قاتلین امامؓ کا عبرتناک انجام

حضرت امامؓ کے بے مثال صبر و ثبات، شوق شہادت اور خیر اندیشی امت کے جذبات عالیہ کی وجہ سے نہ تو افواج اور سرکاری طاقتیں باغیوں کے مقابلے میں آسکیں۔ اور نہ ہی حضرات اصحابؓ رسولؐ و سکان دیار رسولؐ کو خارجیوں کی سرکوبی کی اجازت بارگاہ خلافت سے مل سکی۔ لیکن قدرت تو حضرت امامؓ کی رضا اور ان کے امر و ارشاد کے تابع نہ تھی۔ وہ فوراً انتقام لینے پر اتر آئی۔ اور حضرت امامؓ کے خون آشام بھیڑیوں کا جو برا حشر ہوا۔ وہ انتہائی عبرتناک ہے۔

۱۔ قاتلین قتل ہوکر مرے

حضرت امام ابن کثیر رحمۃ اللہ رقم طراز ہیں ---!

بالتحقیق بعض اسلاف نے خدا کی قسم کھا کر کہا کہ :-

ما مات احدٌ من قتلۃ عثمان الا مقتولاً

ترجمہ :- قاتلین عثمانؓ سب کے سب قتل ہو کر مرے۔

اسے ابن جریرؒ نے روایت کیا ہے۔ اور بعض نے کہا ہے :-

ما مات احد منہم حتی جن۔

قاتلین عثمان میں سے جو مرا مجنون اور دیوانہ ہوکر مرا۔

۲۔ پاگل ہوکر مرے

ابن عساکرؒ نے یزید بن حبیب سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ مجھے خبر پہنچی ہے۔ کہ جن لوگوں نے حضرت عثمانؓ پر چڑھائی کی تھی۔ عامتہم جنوا۔ ان میں سے اکثر پاگل ہوگئے۔

بعد میں پاگل ہوئے یا پہلے پاگل تھے

یہ امام مظلومؓ کی کرامت اور ان کے خون ناحق کی تاثیر ہے جن بد اطوار و ناہنجار لوگوں نے آپ کے خلاف بغاوت کی۔ اور آپ کے قتل اور سفک دم میں شریک و سہیم ہوئے۔ وہ مجنون اور پاگل ہوگئے۔ بلکہ ہم تو کہیں گے۔ کہ وہ اس خروج اور خونریزی و خون خواری سے پہلے بھی دیوانہ اور مجنون تھے۔ اگر ان کا دماغ خراب نہ ہوتا اور وہ پاگل نہ ہوتے تو وہ سراپا بے گناہ امام حق کے خون ناحق کا رسوائے عالم انتہائی شرمناک اور کمینہ ارتکاب کیوں کرتے؟

۳۔ امام ابن جریرؒ اپنی سند سے متیبر سے اور وہ اپنے بھائی سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں

نے کہا۔
خدا کی قسم نہ تو میں جانتا ہوں ۔ اور نہ ہی میں نے کسی سے سنا ہے ۔ کہ :۔

احد غزا عثمان رضی اللہ عنہ ولا رکب الیہ الا قتل جس نے بھی حضرت عثمانؓ سے لڑائی کی یا ان پر چڑھائی کی وہ قتل نہ ہوا ہو۔ یعنی وہ ضرور قتل ہو کر مرا۔

ایک ایک دشمن امام کا حشر بد

یہ قواجمال تھا۔ اب اس کی تفصیل ملاحظہ کیجئے اور دیدہ عبرت وا کر کے دیکھئے کہ قدرت کا منتقم ہاتھ کس طرح ایک ایک دشمن امامؓ کو انتقام کے شکنجے میں کستا ہے ۔ اور اسے کتے کی موت مارتا ہے ۔

۱۔ عبداللہ بن سباء

سب سے پہلے اس سارے فتنہ کے محرک اور امام کے خلاف تحریک بغاوت کو منظم کرنیوالے سبائیوں کے امام عبداللہ بن سباء لعنت اللہ علیہ کا حشر ملاحظہ ہو :۔

رجال المعروف کی مشہور کتاب "معرفۃ اخبار الرجال" "رجال کشی" میں مصنف کتاب علامہ کشی اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوعبداللہؒ (حضرت جعفر صادقؒ) سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا کہ جب عبداللہ بن سباء نے امیرالمومنین حضرت علیؓ کے رب ہونے کا دعویٰ کیا تو آپؓ نے اس سے توبہ کا مطالبہ فرمایا ۔

فابی ان یتوب فاحرقہ بالنار ۔

ترجمہ :۔ اس نے توبہ سے انکار کیا۔ تو حضرت علیؓ نے اسے آگ میں جلا دیا۔

۲۔ محمد بن ابی حذیفہؓ

ابن سباء ملعون کے دست و بازو، مصر میں بیٹھ کر حضرت امامؓ کے خلاف تحریک کو چلانے والے ، باغیوں کو منظم کر کے مدینہ طیبہ روانہ کرنے والے ـــــ محمد بن ابی حذیفہؓ ـــــ کے متعلق بھی اسی علامہ کشی کا بیان ملاحظہ ہو ، لکھتے ہیں ،

اخذہ معاویہ واراد قتلہ فحبسہ فی السجن دھراً ۔ فمات فی السجن ۔

حضرت معاویہؓ نے اسے گرفتار کیا اس کے اس کے قتل کے ارادہ سے اسے قید خانہ میں ایک (طویل) زمانہ تک قید رکھا (یہاں تک کہ) یہ قید خانہ میں مرگیا۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ رقمطراز ہیں ۔ ہشام بن محمد کلبی کا خیال ہے ۔ کہ محمد بن ابی حذیفہؓ محمد بن ابی بکرؓ کے قتل کے بعد پکڑا گیا۔ اور وہ حضرت عثمانؓ کے قتل پر لوگوں کو برانگیختہ کرنے والوں میں سے تھا۔ حضرت عمرو بن العاص نے اسے قتل نہ کیا بلکہ حضرت معاویہؓ کے پاس بھیج دیا ۔

حضرت معاویہؓ نے اسے فلسطین میں قید کر دیا یہ قید خانہ سے بھاگ نکلا ۔ ایک شخص عبداللہ بن عمرو بن ظلام نے اس کا پیچھا کیا ۔ محمد بن ابی حذیفہؓ ایک غار میں چھپ گیا ۔ مگر پکڑا گیا ۔ عبداللہ بن عمرو نے اس خوف سے کہ کہیں حضرت معاویہؓ اسے معاف نہ کر دیں ۔ اس کی گردن مار دی ۔ یہ ابن الکلبی نے ذکر کیا اور واقدی وغیرہ نے ذکر کیا ہے ۔ کہ محمد بن ابی حذیفہؓ ۳۶ھ میں قتل کیا گیا۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ :۔
مصری خارجیوں کے گروہ تیار کر کے حضرت عثمانؓ کی طرف بھیجنے والا عبداللہ بن سباء المعروف بابن السوداء کے ساتھ محمد بن ابی حذیفہؓ تھا۔ جب اس کا باپ حضرت ابوحذیفہؓ جنگ یمامہ میں شہید ہوا۔ تو اس کے لئے حضرت عثمانؓ کی سرپرستی کی وصیت کی ۔ حضرت عثمانؓ نے اس کی کفالت اپنے ذمہ لی اور اسے اپنے گھر میں پالا واحسن الیہ احساناً کثیراً اور اس پر بہت زیادہ احسانات کئے یہ بڑا ہوا تو حضرت عثمانؓ سے امارت (گورنری) کی درخواست کی، آپ نے فرمایا جب تو اس کا اہل ہو جائے گا تو میں تمہیں والی بنا دوں گا۔ اس پر یہ اپنے دل میں حضرت عثمانؓ پر ناراض ہوگیا۔ پھر اس نے حضرت عثمانؓ سے جہاد کی اجازت طلب کی ۔ آپ نے اجازت دے دی ۔ اور یہ مصر چلا گیا۔ اور وہاں حضرت عثمانؓ کے عیوب بیان کرنے لگا۔ محمد بن ابی بکرؓ نے اس پر اس کی مساعدت کی ۔ حضرت عبداللہ بن سعد بن ابی سرح (گورنر مصر) نے ان دونوں کی حضرت عثمان سے شکایت کی ۔ مگر آپ نے کوئی پرواہ نہ کی ۔ محمد بن ابی حذیفہؓ برابر اپنے کام میں لگا رہا ۔ یہاں تک کہ حضرت عثمانؓ کی طرف خارجیوں کے گروہ روانہ کئے جب اسے خبر پہنچی کہ انہوں نے حضرت عثمانؓ کا محاصرہ کر لیا ہے تو اس نے مصر پر قبضہ کر کے عبداللہؓ بن سعد کو وہاں سے نکال دیا ۔ جو حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد شام پہنچا ۔ اور حضرت معاویہؓ کو حالات سے مطلع کیا ۔ حضرت معاویہؓ نے حضرت عمرو بن العاص کو مصر پر چڑھائی کا حکم دیا تاکہ وہاں سے محمد بن ابی حذیفہؓ کو نکالا جائے ۔

لانہ من اکبر الاعوان علی قتل عثمان مع انہ کان قد رباہ وکفلہ واحسن الیہ ۔

ترجمہ :۔ کیونکہ یہ حضرت عثمانؓ کے قتل کا سب سے بڑا (محرک اور) معاون تھا ۔ حالانکہ حضرت عثمانؓ نے اس کی پرورش وکفالت فرمائی تھی ۔ اور اس پر احسان عظیم کئے تھے حضرت عمرو بن العاص نے مصر پر حملہ کیا ۔ محمد بن ابی حذیفہؓ ایک ہزار فوج لے کر عریش کی طرف نکلا ۔ اور وہاں قلعہ بند ہوگیا ۔ حضرت عمرو بن العاص نے وہاں منجنیق نصب (کر کے سنگ باری شروع) کر دی ۔ یہاں تک کہ تیس ساتھیوں کو لے کر محمد بن ابی حذیفہؓ قلعہ سے نکلا اور یہ سب قتل کر دے گئے ۔ یہ محمد بن جریر (طبری) نے ذکر کیا ہے ۔

۳۔ محمد بن ابی بکرؓ

امام ابن جریرؒ بواسطہ سریؒ مبشر سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ میں نے سالم بن عبداللہ سے محمد بن ابی بکرؓ کے متعلق سوال کیا کہ انہیں کس بات نے حضرت عثمانؓ پر چڑھائی کرنے پر آمادہ کیا ۔ انہوں نے کہا ۔ الغضب والطمع غصہ اور لالچ نے ، میں نے کہا ۔ کیسا غصہ اور لالچ ؟ کہا اسلام میں اس کا جو مقام تھا سو تھا ۔

غرّہ اقوام فطمع اسے (سبائی) پارٹی نے فریب میں مبتلا کر دیا ۔ اور وہ (امارت یعنی گورنری کے منصب کا) لالچ کرنے لگا (مگر جب حضرت عثمانؓ نے اس کا یہ لالچ پورا نہ کیا ۔ تو وہ آپ کا مخالف ہوگیا۔

فصار مذمما بعد ان کان محمداً ۔
پس وہ مذمم (مذمت کیا گیا) ہوگیا حالانکہ اس سے پہلے وہ محمد تھا ۔

بہر حال ابن سباء کے جال میں پھنس کر محمد بن ابی بکرؓ ۔ حضرت امام مظلومؓ کی مخالفت میں حصہ لیا ۔ سب سے پہلے حضرت امامؓ کی شان میں گستاخی کی اور آپ کی ریش مبارک پکڑ لی ۔ مگر جب حضرت عثمان نے فرمایا تو نے اس داڑھی کو پکڑا ہے جس کی تیرا باپ عزت وتکریم کرتا تھا ۔ تو وہ شرم سار ہوا اور اپنا منہ کپڑے میں لپیٹ کر واپس چلا گیا ۔ مگر قدرت نے اسے معاف نہ کیا اور اپنے انتقام کا ہدف بنایا ۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ تحریر فرماتے ہیں :۔
حضرت معاویہؓ نے حضرت عمرو بن العاص کو ۶ ہزار لشکر دے کر مصر روانہ کیا ۔ حضرت عمرو بن العاص یہ لشکر لے کر مصر پہنچے ۔ مصر میں جو عثمانی موجود تھے ان میں سے کچھ لوگ اس لشکر میں آملے اور یہ سب سولہ ہزار کے قریب ہو گئے ۔ محمد بن ابی بکرؓ دو ہزار مصری سوار لے کر مقابلہ کو نکلا ۔ کنانہ بن بشر (بن عتاب التجیبی) مقدمۃ الجیش کی کمان کر رہا تھا ۔ حضرت عمروؓ بن العاص نے اس کے مقابلے میں معاویہ بن خدیج کو روانہ کیا ۔ وہ پیچھے سے حملہ آور ہوا آگے سے شامیوں نے حملہ کیا ۔ اور اسے ہر طرف سے گھیر لیا ۔ کنانہ لڑتے ہوئے مارا گیا ۔ محمد بن ابی بکرؓ کے ساتھی اس سے جدا ہو گئے اور وہ پیدل واپس ہوا ۔ ایک ویران جگہ میں پناہ لی ۔ حضرت عمرو بن العاص فسطاط (مصر کا دارالحکومت) پہنچ گیا ۔ اور معاویہؓ بن خدیج ، محمد بن ابی بکرؓ کی تلاش میں نکلا ۔ اس ویران جگہ سے اسے نکالا وقد کاد یموت عطشاً اور وہ پیاس کے مارے جاں بلب تھا ـــــ محمد بن ابی بکرؓ نے ان :

پانی کی درخواست کی، معاویہ بن خدیج نے کہا اگر میں تجھے پانی کا ایک قطرہ بھی پلادوں تو اللہ مجھے کبھی پانی نہ پلائے۔ تم نے عثمانؓ کو پانی پینے سے روک دیا تھا، یہاں تک کہ تم نے انہیں روزہ دار قتل کیا۔ معاویہ بن خدیج نے غضبناک ہو کر محمد بن ابی بکرؓ کو قتل کر دیا۔ پھر اس کی نعش کو گدھے کی سڑی ہوئی لاش میں ڈال کر آگ سے جلا دیا۔

اللہ اکبر! کتنا عبرت ناک اور دردناک انجام ہے۔ امام عالی مقامؓ کی مخالفت میں حصہ لینے والوں کا!

۴۔ مالک بن الحارث الاشتر حضرت امام مظلومؓ کے خلاف دشمنانِ صحابہؓ کی تحریک کا ایک اہم کردار اشتر تھی ہے۔ امامؓ کی مخالفت کی آگ بھڑکانے میں اس نے بھی بہت نمایاں حصہ لیا۔ ہم اس کے کرتوت تفصیل سے بیان کر چکے ہیں۔

ولید بن عقبہ گورنر کوفہ کے خلاف شراب نوشی کے الزام کی سازش میں اس کا ہاتھ تھا پھر سعید بن العاص گورنر کوفہ کے خلاف پراپاگنڈہ زیادہ تر اسی کا رہین عمل ہے۔

جرعہ کے مقام پر سعید بن عاص کو مدینہ واپس کرنے والوں میں یہ ذات شریف پیش پیش تھی، اور ان کے غلام کی گردن اسی اشتر نے اڑا دی تھی۔

جب کوفہ سے چارگردہ حضرت امامؓ کے خلاف مہم سر کرنے مدینہ چلے تو ایک گروہ کا سردار اشتر تھا۔

جب باغی مطمئن اور راضی ہو کر واپس چلے گئے تو اشتر اور حکیم بن جبلہ واپس نہیں گئے تھے۔ یہ مدینہ میں رہ گئے۔ حضرت امامؓ کے نام سے گورنر مصر کے نام جھوٹے خط کی سازش تیار کی۔ امامؓ کے خلاف پراپاگنڈہ کی مہم کو تیز تر کر دیا۔ اور خوب ہنگامہ بپا کیا۔ حتیٰ کہ امامؓ کو شہید کر کے چین پایا۔ ___ حضرت علیؓ نے (اپنے عہد خلافت میں) اشتر کو مصر کا گورنر بنایا، جب یہ روانہ ہوا اور قلزم (سویز) پہنچا، تو شہد کا شربت پیا جس سے مرگیا۔

امام ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں :___ کہا جاتا ہے کہ وہ شربت مسمومہ تھا۔ یعنی اس میں زہر ملا دیا گیا تھا۔ اور یہ ۳۸ھ کا واقعہ ہے۔

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ لکھتے ہیں:

ابن جریرؒ نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے کہ مقام خراج خانہار ___ جس نے مسموم شربت اشتر کو پلا دیا تھا ___ کہ حضرت معاویہؓ نے کہلا بھیجا تھا۔ کہ کسی حیلہ سے اشتر کو قتل کر دے اور اس سے (انعام) کا وعدہ کیا تھا۔ جو پورا کیا۔"

مگر یہ داستان محل نظر ہے۔ یعنی صحیح معلوم نہیں ہوتا۔

وبتقدیر صحۃ فمعاویہ یستجیز قتل الاشتر لانہ من قتلۃ عثمان رضی اللہ عنہ

ترجمہ۔ اگر اسے صحیح فرض کر لیا جائے۔ تو حضرت معاویہؓ اشتر کے قتل کو جائز سمجھتے ہوں گے۔ کیونکہ وہ حضرت عثمانؓ کے قاتلوں میں سے تھا۔

۵۔ حکیم بن جبلہ امامؓ مظلوم کے خلاف ایک اہم کردار حکیم بن جبلہ ہے یہ بصرہ کا مشہور مفسد اور ڈاکو تھا۔ ذمیوں کو لوٹ لیتا تھا۔ ان کی شکایت پر حضرت عثمانؓ نے ___ عبداللہ بن عامر گورنر بصرہ کو اسے بصرہ میں نظر بند کر دینے کا حکم دیا۔ جب عبداللہ بن سبا اپنے مقاصد ملعونہ لے کر بصرہ گیا۔ تو اسی کے گھر میں ٹھہرا اپنی تحریک کو منظم کیا۔ اور ایک مضبوط جماعت اپنے گرد جمع کر لی۔ بہرحال حکیم بن جبلہ سبائی تحریک کا زبردست ستون اور ابن سبا کا دست و بازو تھا۔

سبائی پروگرام کے مطابق جب بصرہ سے مصر کی طرح چارگروہ حضرت امامؓ کے خلاف چڑھائی کر کے نکلے تو ان میں سے ایک گروہ کا امیر حکیم تھا

جب امیر المومنینؓ پر بلوائیوں نے منبر نبوی پر پتھراؤ کیا۔ حکیم بن جبلہ ان پتھراؤ کرنے والوں میں شامل تھا۔ جب پہلی دفعہ بلوائی مطمئن ہو کر اپنے اپنے وطن کو واپس روانہ ہوئے۔ تو حکیم بن جبلہ مالک اشتر کے ساتھ مدینہ طیبہ میں رہ گیا۔ دونوں نے حضرت امام کے خلاف خط کی جھوٹی سازش تیار کی۔ اور اس طرح حضرت امامؓ کے قتل کا میدان ہموار کیا۔ غرض یہ قاتلین عثمانؓ کا سرغنہ تھا۔ اب دیکھئے قدرت اس خبیث سے کس طرح شدید انتقام لیتی ہے۔

امام ابن جریر طبری رحمۃ اللہ رقم طراز ہیں۔

۳۶ھ میں جب ام المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بصرہ پہنچیں، تو حکیم بن جبلہ مقابلے میں نکلا (اور بدبخت) ہاتھ میں نیزہ لے کر حضرت ام المومنین کو سب کرنے لگا۔ اس کے اپنے قبیلے عبدالقیس کے ایک شخص نے اس سے پوچھا یہ تو گالیاں کسے بک رہا ہے۔ تو اس نے کہا۔ (حضرت) عائشہؓ کو! اس نے کہا اے ابن خبیثہ! تو ام المومنینؓ کی شان میں یوں کہتا ہے اس پر حکیم نے اس کے سینے میں سنان گھونپ کر اسے قتل کر دیا۔ پھر ایک عورت کے پاس سے اس کا گزر ہوا۔ اور وہ بدستور حضرت صدیقہؓ کو سب بک رہا تھا، اس عورت نے سوال کیا یہ تو کسے کہہ رہا ہے۔ کہنے عائشہؓ کو اس عورت نے کہا۔ اے خبیثہ عورت کے بیٹے تو ام المومنینؓ کی شان میں یوں کہتا ہے۔ حکیم نے اس عورت کی چھاتی پر نیزہ سے حملہ کر کے اسے بھی قتل کر دیا دوسرے دن حکیم بن جبلہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو پھر گالی دیتے ہوئے نکلا تو اس کی قوم ہی کی ایک عورت نے سن کر اس سے کہا اے ابن الخبیثہ! تو خود اس گالی کا زیادہ مستحق ہے اس نے اس (بیچاری) کو نیزہ مار کر قتل کر دیا۔ اس پر اس کی قوم اس پر غضبناک ہو گئی اور اس سے کہا کل تو نے (دو نیک گناہوں کو) قتل کر دیا اور آج پھر اسی عمل کا اعادہ کیا۔

قوم یہ کہہ کر چلی گئی اور اسے (اکیلا چھوڑ دیا یہ بدبخت) اور اس کے ساتھ جنہوں نے حضرت عثمانؓ پر چڑھائی کی تھی۔ اور آپ کا محاصرہ کیا تھا۔ سمجھنے لگے کہ اب انہیں بصرہ میں سر چھپانے کی جگہ نہیں ملے گی۔ اس لئے یہ سب گورنر بصرہ عثمان بن حنیف کے پاس جمع ہو گئے

ام المومنینؓ حضرت عائشہؓ نے اعلان کرا دیا کہ جو ہم سے لڑے تم صرف اسی سے لڑو۔ اور منادی کرا دی گئی کہ جو قاتلین عثمانؓ میں سے نہیں ہے وہ ہمارے مقابلے سے ہٹ جائے۔ کیونکہ ہم صرف قاتلین عثمانؓ سے لڑنا چاہتے ہیں۔ اور ہم لڑنے میں ابتداء نہیں کریں گے"

حکیم بن جبلہ نے لڑائی کا آغاز کر دیا۔ حضرت طلحہؓ اور حضرت زبیرؓ نے فرمایا خدا کا شکر ہے جس نے ہمارے بصری دشمنوں کو جن سے ہم نے حضرت عثمانؓ کے خون کا بدلہ لینا ہے۔ ہمارے لئے جمع کر دیا ہے۔ الٰہی آج ان میں سے کسی کو (زندہ) باقی نہ چھوڑ۔ قتال شدید شروع ہو گیا۔ حکیم تلوار سے لڑ رہا تھا۔ ایک آدمی نے اس کی ٹانگ کر دی۔ اور وہ حضرات طلحہؓ و زبیر رضی اللہ عنہما کے خلاف بکنے لگا تو ایک منادی نے آواز دی، اے خبیث! تو اب جزع فزع کرتا ہے۔ حسبہ اللہ عزوجل نے تجھے اور تیرے ساتھیوں کو عبرت ناک عذاب کے شکنجے میں کسا۔ کیونکہ تم نے امام مظلومؓ پر چڑھائی کی۔ جماعت سے جدا ہوئے۔ اپنے ہاتھ خون سے رنگین کئے دنیا میں اپنا حصہ پا لیا۔

فذق وبال اللہ عزوجل وانتقامہ۔

ترجمہ۔ پس اب تو اللہ تعالیٰ کا عذاب اور اس کے انتقام کا مزہ چکھ۔

بصرہ میں حضرت زبیرؓ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہما کے منادی نے اعلان کر دیا۔ سن لو جس کے پاس وہ شخص ہو۔ جس نے (حضرت امامؓ کے خلاف) مدینہ جا کر جنگ کی تھی۔ وہ اسے ہمارے پاس لے آئے۔

فجیٔ بہم کما یجاء بالکلاب فقتلوا

تو لوگ ان کو اس طرح پکڑ کر لائے۔ جس طرح کتوں کو (گھسیٹ کر) لایا جاتا ہے۔ اور ان کو

قتل کر دیا گیا۔

امام ابن جریرؒ اپنی سند سے روایت کرتے ہیں کہ حکیم بن جبلہ کو ضخیم نامی ایک شخص نے قتل کیا۔ فمال داسہ فتعلق بجلدہ فصار وجہہ فی قفاہ۔ ترجمہ:۔ اور اس کا سر مروڑ ڈالا، اور وہ چمڑے سے لٹکا رہ گیا۔ اور اس کا منہ گدی کی طرف ہو گیا۔ اللہ اللہ! کتنا شدید ہے۔ اللہ کا انتقام کہ حضرت امام مظلومؓ پر مشقِ ستم کرنے والے کتوں کی موت مرے! اور جن ملعونوں نے حضرت امامؓ کے خلاف بغاوت میں حصہ لیا تھا۔ وہ سب کے سب انتہائی ذلت کے ساتھ قتل ہوئے۔ حکیم بن جبلہ جو امام عالی مقامؓ کی عداوت میں پیش پیش اور ابن سباء ملعون کا دست راست تھا۔ اس کا انجام کتنا عبرت ناک ہوا کہ گردن مروڑ ڈالی گئی۔ اور منہ پیچھے گدی سے جا ملا۔ معاذ اللہ!

۶۔ ذریح بن عباد **۷۔ ابن المحرش** ذریح بن عباد اور ابن المحرش بصرہ سے آنے والے گروہوں میں سے ایک ایک گروہ کے امیر تھے۔ اور یہ دونوں بھی بصرہ کے اسی معرکہ میں شریک ہوئے اور قتل کر دیئے گئے۔ امام طبریؒ کی روایت میں ہے۔ کہ حضرت امامؓ کے خلاف مدینہ (فقتلوا فما افلت منھم من اھل البصرۃ جمیعاً الا حرقوص بن زہیر) جا کر لڑنے والے سب کے سب بصری قتل کر دیئے گئے۔ ان میں سے سوائے حرقوص کے کوئی بھی نہ بچا۔

حضرت امیر معاویہؓ قصاص لیتے ہیں

ابھی ابھی گذر چکا ہے۔ کہ ام المومنین حضرت صدیقہؓ اور حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما نے حضرت امامؓ کے بصری قاتلین سے قصاص لیا۔ ایک ایک باغی سے حضرت امامؓ مظلوم کے خون کا بدلہ لیا اور انہیں جنگِ جمل سے پہلے پہلے بصرہ کے معرکہ میں قتل کر دیا۔

ان حضرات کی طرح حضرت امیر معاویہؓ رضی اللہ عنہ نے بھی اعدائے امامؓ سے قصاص لیا۔ اور انہیں پکڑ پکڑ کر قتل کر دیا۔

علامہ ابن حزمؒ نے ابرحہ بن الصباح کے ذکر میں جو حضرت امامؓ پر دستِ ستم دراز کرنے والوں میں تھا۔ لکھا ہے کہ ناخذہ معاویہ مع عبدالرحمان بن عبد اللہ و محمد بن حذیفۃ و مع کنانہ بن بشر وغیرھم رھائن و سجنھم فھربوا من السجن فادرکوا فقتلھم معاویہ کلھم۔ حضرت معاویہؓ نے ابرھتہ، عبدالرحمان محمد بن حذیفہؓ کنانہ بن بشر وغیرہم کو گرفتار کیا۔ اور انہیں قید کر دیا، یہ قیدخانہ سے بھاگ نکلے۔ مگر پکڑے گئے۔ اور حضرت امیر معاویہؓ نے ان سب دشمنانِ امامؓ قاتلینِ عثمانؓ کو قتل کرا دیا۔

۸۔ کنانہ بن بشر یہ ابن اسباء کی مصری پارٹی کا خاص رکن تھا۔ مدینہ پر چڑھائی کے وقت مصری خارجیوں اور باغیوں کے ایک گروہ کا سردار تھا۔ قصر خلافت کے دروازہ کو آگ لگانے والوں میں یہ پیش پیش تھا۔ اسی بدبخت نے تلوار سے حضرت امیرالمومنین شہید کا پیٹ پھاڑنے کی کوشش کی تھی۔ کہ حضرت نائلہ نے ہاتھ سے تلوار کو پکڑ لیا۔ اور ان کی انگلیاں کٹ گئیں۔ ایک روایت کے مطابق اس لعین نے امامؓ مظلوم کی جبینِ مبارک اور مقدم راس پر لوہے کی لاٹ ماری۔ جس سے آپ گر پڑے اور سودان بن حمران المرادی نے تلوار سے قتل کر دیا۔

دوسری روایت میں ہے۔ کہ اس خارجی نے حضرت امامؓ کو قتل کیا، جیسا کہ شعر ہے ؎

اَلَا اِنَّ خَیرالناس بعد ثلاثۃٍ
قتیل التجیبی الذی جاء من مصر

خبردار:۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرات صدیقؓ و فاروقؓ رضی اللہ عنہما کے بعد سب سے افضل (حضرت عثمانؓ) کنانہ بن بشر تجیبی کے ہاتھوں شہید ہوا جو مصر سے آیا اس ملعون کا حال اوپر گذر چکا ہے کہ جب حضرت امیر معاویہؓ کے حکم سے ۳۸ھ میں حضرت عمرو بن العاص نے مصر پر چڑھائی کی۔ تو محمد بن ابی بکرؓ کی فوج کی قیادت کرتے ہوئے یہ مردود مارا گیا۔ اور امام ابن حزم کی روایت ابھی اوپر گذر چکی ہے، کہ حضرت امامؓ کے اس خونخوار دشمن کو محمد بن حذیفہؓ وغیرہ کے ساتھ حضرت معاویہؓ نے گرفتار کرایا۔ اور قید کر دیا۔ یہ قید خانہ سے بھاگ نکلے۔ مگر پکڑے گئے۔ اور سب کو حضرت امیر معاویہؓ نے قتل کرا دیا۔

۹۔ عمرو بن الحمق یہ محمد بن ابی بکرؓ کے ساتھ دیوار پھاند کر حضرت امامؓ کو قتل کرنے والوں میں سے تھا۔ امامؓ مظلوم کے جسمِ اطہر پر کودتا رہا۔ پھر سینۂ اقدس پر بیٹھ کر نیزہ کے نو زخم لگائے۔

فوثب علی عثمان فجلس علی صدرہ و بہ رمق فطعنہ تسع طعنات اس کا حشر ملاحظہ ہو علامہ کشی لکھتے ہیں۔

حضرت معاویہؓ نے اسے قتل کرنے کے لیے طلب کیا۔ یہ بھاگ کر ایک غار میں چھپ گیا۔ لوگوں نے اس کا تعاقب اور تجسس کر کے اسے غار میں جا پکڑا۔ اور اس کا سر کاٹ کر حضرت معاویہؓ کی خدمت میں پیش کر دیا۔

۱۰۔ عبدالرحمٰن بن عدیس۔ یہ حضرت امامؓ کے خلاف خروج کرنے والے مصری غنڈوں کے ایک گروہ کا امیر تھا۔ اسی لعین نے حضرت نائلہؓ کو گالیاں دی تھیں جب آپ نے اس کو پیغام بھیجا تھا کہ حضرت عثمانؓ کو دفن کر دیا جائے۔ اس دشمنِ امام کا یہ حشر ہوا کہ حمص کے قریب جبل جلیل میں اسے ایک بدو مل گیا۔ جب اس نے اس کے دریافت کرنے پر اعتراف کر لیا۔ کہ وہ حضرت امامؓ کے قاتلین میں سے ہے۔ تو اس نے بڑھ کر اس ملعون کو قتل کر دیا۔

۱۱۔ عمیر بن ضابی بصرہ اور مصر کی سبائی پارٹی کے عمائد و اراکین کا حال عرض ہو چکا اب کوفہ کے خارجی سبائیوں کا حشر ملاحظہ ہو۔

کوفہ کی سبائی پارٹی کا رکن اعلیٰ اور قائد اشتر نخعی تھا۔ وہ زہر دے کر مارا گیا۔ اشتر نخعی کے بعد عمیر بن ضابی حضرت امام کا بہت بڑا دشمن تھا۔ یہ کوفہ کی جماعت سے حضرت امام کو قتل کرنے کا عہد کر کے مدینہ طیبہ آیا تھا۔ اس درجہ شقی القلب تھا۔ کہ حضرت امام کی شہادت کے بعد جب کہ آپ کی نعش پاک جنازہ کے لئے چارپائی پر رکھی ہوئی تھی یہ بدبخت آیا۔ اور آپ کی پسلی توڑ دی۔

امام ابن جریرؒ روایت کرتے ہیں۔ کہ جب حجاج آیا۔ (اور قاتلین عثمانؓ کو قتل کیا) تو عمیر بن ضابی اٹھا۔ اور کہا میں بوڑھا ضعیف ہوں۔ میرے دو قوی بیٹے ہیں۔ ان میں سے ایک یا دونوں کو میری جگہ لے لو۔ حجاج نے کہا خدا کی قسم چالیس سال ہو گئے ہیں۔ تو نے عز و جل کی معصیت کی تھی واللہ لا نکلن بک فصوبت عنقہ ترجمہ خدا کی قسم میں تجھے عبرت ناک سزا دونگا۔ اور اس کی گردن اڑا دی۔

۱۲۔ کمیل بن زیاد یہ بدبخت بھی عمیر بن ضابی کے ساتھ کوفہ سے مدینہ طیبہ حضرت امامؓ کو قتل کرنے کا عزم لے کر آیا تھا۔

امام ابن جریرؒ روایت کرتے ہیں۔ کہ عمیر بن ضابی کو قتل کرنے کے بعد حجاج نے پوچھا کیا کوفہ میں اس کے سوا کوئی اور بھی ہے۔ جس نے حضرت عثمانؓ پر حملہ کیا ہو؟ کہا گیا۔ ہاں کمیل ہے۔ حجاج نے اسے طلب کیا۔ وہ بھاگ کر نخع چلا گیا۔ مگر جب دیکھا کہ اس کی پوری قوم کو جو دو ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ موت کا خطرہ ہے۔ تو وہ حجاج کے پاس چلا آیا۔ حجاج نے اس سے کہا کیا تو وہی ہے۔ جس نے حضرت عثمانؓ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ (اس کے بعد) حجاج نے ادھم بن المحرز سے کہا۔ اسے قتل کر دو۔

۱۳۔ جھجاہ الغفاری۔ اس بدبخت نے جمعہ کے دن جب کہ امام خطبہ دے رہے تھے۔ آپ کے ہاتھ سے عصا نبوی چھین کر توڑ دیا۔ اور حضرت امامؓ کو منبر سے اتار دیا تھا۔ جس گھٹنے پر رکھ کر عصا نبوی کو توڑا تھا۔ اس پر جسم کو کھانے گلانے

والا پھوڑا نکل آیا۔ جس کا زخم ناسور بن گیا، اور اس میں کیڑے پڑ گئے

۱۴- **ایک شقی ازلی** امام ابن کثیرؒ رقم طراز ہیں۔ کہ :-

امام بخاری "تاریخ" میں حضرت محمد بن سیرینؒ سے روایت کرتے ہیں کہ :-

طوافِ کعبہ کے دوران میں نے ایک شخص کو دیکھا، جس نے حضرت عثمانؓ کے منہ پر جبکہ نعش گھر میں چارپائی پر رکھی تھی۔ چپت ماری تھی۔ اس کا وہ ہاتھ سوکھ گیا تھا۔ حضرت محمد بن سیرین فرماتے ہیں۔ میں نے اس کا ہاتھ دیکھا اس بری طرح سوکھ گیا تھا۔ کانہا عود گویا کہ لکڑی ہے۔

خلاصہ قدرت نے اعدائے دین، اعدائے صحابہؓ اور اعدائے امامؓ سے نہایت شدید انتقام لیا۔ سبائی پارٹی کے ایک ایک فرد کو عبرت ناک سزا دی۔ خود عبداللہ بن سبا، جس نے دین کی تخریب، تفریق بین المسلمین، اور حضرت امامؓ کی خونریزی و خون آشامی کا یہ سارا پروگرام بنایا تھا۔ نہایت بری طرح آگ میں جل بھن کر واصل جہنم ہوا۔ اس کی پارٹی کا ایک ایک ممبر اور حضرت امامؓ کا ایک ایک دشمن پاگل ہو کر ذلت کی موت مرا۔ والحمد علیٰ ذالک۔

بقیہ :- سیرتِ فاروق اعظمؓ

تمہاری غیرت یاد آگئی۔ اس لئے میں اس کے اندر نہیں گیا"۔

یہ سن کر فاروق اعظمؓ رو پڑے اور عرض کیا کہ "حضورؐ! آپ پر میرے ماں باپ قربان، کیا میں آپ پر بھی غیرت کروں گا؟"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات مبارکہ کی روشنی میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی جو رفعت، مقام اور جلالت، مرتبت ظاہر ہے۔ اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ضرورت تھی کہ ہر ہر ارشادِ نبویؐ پر تفصیلی بحث ہوتی لیکن وقت کی گنجائش کے مطابق جو کچھ تحریر کر دیا ہے حصول ثواب اور خیر و برکت کے لئے یہی کافی ہے۔

فتوحات عراق، قادسیہ، ایران، فلسطین، شام، مصر جیسے عظیم ممالک آپ ہی کی خلافت میں فتح ہوئے۔

شہادت ایک بدبخت ایرانی غلام ابولؤلؤ فیروز نے اس عظیم المرتبت خلیفہ پر ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ نماز فجر کے دوران خنجر سے حملہ کیا۔ آپ زخموں سے جانبر نہ ہو سکے اور شہید ہو گئے۔ روضۂ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم میں مدفون ہوئے ع

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

بقیہ : اداریہ

ہونے سے پہلے تھیں) حرف بحرف پوری کر چکے ہیں ــــ ہم نے بھارت کی بدعہدیوں اور بددیانتیوں کے باوجود ایفائے عہد میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔ اور اب انصاف و صداقت کا تقاضا ہے کہ سلامتی کونسل مسئلہ کشمیر کے منصفانہ فیصلے کے لئے مؤثر اقدامات کرے ــــ اگر سلامتی کونسل بدستور خاموش رہی یا اس نے پھر اس مرتبہ اپنے فرائض پر اپنی مصلحتوں کو ترجیح دینے کی کوشش کی تو ہمیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یہ طے کر لینا چاہئے کہ ہمیں کشمیر کا جھگڑا اسلامتی کونسل سے باہر ہی حل کرنا ہے ــــ مزید برآں یہ مسئلہ سلامتی کونسل میں پیش کرنے سے ہمیں روس کے رویئے کی آزمائش کا بھی موقع مل جائے گا اور ہم معلوم کر سکیں گے کہ وہ اعلان تاشقند کے محرک کی حیثیت سے کشمیر کے جھگڑے کے تصفیئے میں کہاں تک مدد دینے کے لئے تیار ہے۔

ہم وزیر خارجہ کے اعلان کے پرزور مؤید ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ اس مسئلہ کو جلد از جلد سلامتی کونسل میں پیش کیا جائے اور اس کے فوری تصفیئے کے لئے پوری قوت صرف کی جائے۔ یہ اقدام ہر اعتبار سے وقت کا تقاضا ہے۔

قبول اسلام

مندرجہ ذیل افراد اپنی خوشی سے میرے پاس $\frac{12}{5}$ ۲۲ھ مطابق $\frac{4}{66}$ ۱۴ء کو مشرف باسلام ہوئے۔
پہلا نام :- دنی چند ولد راجہ قوم اچھوت مہاشہ ساکن لوہارکے تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ متعلم جماعت ہفتم گورنمنٹ ہائی سکول پسرور
اسلامی نام :- محمد رفیق ولد سراج دین عمر ۱۴ برس
پیارا ولد بھنگا عمر ۲۴ برس ساکنان ردیو کاموں تھانہ فلورا تحصیل پسرور۔ اسلامی نام رحمت اللہ۔
عمر وزوجہ پیارا عمر ۲۲ برس اسلامی نام فاطمہ بی بی
انور ولد پیارا عمر ۸ ماہ اسلامی نام محمد انور۔
ارشاد بنت پیارا عمر ۲ برس اسلامی نام ارشاد بی بی

دو روزہ ختم نبوت کانفرنس

موضع یکم۔ ۲۔ محرم ۱۳۸۶ھ بروز اتوار پیر کمیٹی باغ سمندری میں شان و شوکت کے ساتھ منعقد ہو رہی ہے جس میں حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت مرکزیہ و مولانا استاذ المبلغین مناظر اسلام لال حسین صاحب اختر شرکت فرمائیں گے۔

جلسہ عام

بتاریخ ۲۰ر اپریل بروز بدھ جمعیۃ علماء اسلام قصور کے زیر اہتمام منعقد ہو رہا ہے جس میں مجاہد اعظم حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب جہلم حضرت مولانا قاری سید حسن شاہ صاحب بخاری لاہور حضرت مولانا سید محمد طیب شاہ صاحب ہمدانی قصور شرکت فرما رہے ہیں۔ صدارت حضرت مولانا حافظ نورالدین صاحب کوٹ مراد خاں قصور فرمائینگے۔

حبیب اللہ قصوری ناظم نشر و اشاعت جمعیۃ علماء اسلام قصور

دعائے صحت

محترم محمد اسماعیل صاحب سکنہ کوٹ عثمان جان قصور چند روز سے علیل ہیں۔ قارئین خدام الدین موصوف کی صحت کاملہ کے لئے دعا فرمائیں اللہ تعالیٰ انہیں جلد از جلد صحت یاب فرمائے

دورۂ حدیث کا اجزار

شہر چنیوٹ کی سب سے بڑی دینی درسگاہ جامعہ عربیہ (رجسٹرڈ) میں بتاریخ ۵ مارچ ۱۹۶۶ء مطابق ۲ ذیقعد ۱۳۸۵ھ دورۂ حدیث کا اجزا ہو چکا ہے۔ ریاست امب کے ایک معروف و مشہور علمی خاندان کے فاضل شیخ الحدیث مولانا قاضی عبدالرزاق صاحب کی خدمات حاصل کی گئی ہیں۔ داخلہ شروع ہے۔ شائقین علم حدیث جلد از جلد تشریف لائیں۔ طعام و قیام کا اعلیٰ انتظام ہے۔

(منجانب اراکین جامعہ عربیہ چنیوٹ)

گمشدہ لڑکے کی تلاش

میرا بھائی محمد صدیق ولد مولانا میر خاں صاحب سکنہ نلہڈ تحصیل پنڈی گھیب ضلع کیمبل پور کا رہنے والا ہے۔ عرصہ سات سال سے گم ہے۔ عزیزم موضع ملہوالی میں قرآن مجید حفظ کرتا تھا۔ مدرسہ سے بھاگ گیا تھا۔ اب تک اس کا کوئی پتہ نہیں چل سکا والدین اور دیگر عزیزان سخت پریشان ہیں۔ عزیزم محمد صدیق کی عمر ۲۱ برس کے لگ بھگ ہے۔ رنگ گندمی ہے اگر کسی صاحب کو اس کا علم ہو تو براہ کرم مندرجہ ذیل پتہ پر اطلاع دے کر مشکور ہونے کا موقع دیں یا خود پہنچ کر مبلغ ۵۰ روپے انعام حاصل کر لیں اللہ تعالیٰ اجر عظیم دے گا۔

(قاری محمد شریف کیمبل پوری مدرس مدرسہ تعلیم القرآن)

انجمن خدام الدین نوشہرہ کے زیر اہتمام

عظیم الشان پہلی سالانہ تبلیغی کانفرنس

۶ر ۷ر ۸ر مئی ۱۹۶۶ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار نوشہرہ صدر میں منعقد ہوگی۔ انشاء اللہ۔

(مفصل اعلان آئندہ پرچے میں ملاحظہ فرمائیں)

حقوق الوالدین

مفت　　مفت

انجمن فلاح المسلمین کی کتاب حقوق الوالدین شائع کر دی گئی ہے۔ خواہشمند حضرات ۷ پیسے کے ٹکٹ بھیج کر دفتر انجمن فلاح المسلمین کتب خانہ انوار الاسلام کاغذی بازار کراچی سے مفت حاصل کریں۔

دین و دنیا دونوں میں اگر آپ کامیاب ہونا چاہیں تو چھ ماہ کے قلیل عرصہ میں یومیہ ۳۰ منٹ دے کر گھر بیٹھے (بذریعہ خط و کتابت) پیارے نبیؐ کی

پیاری زبان

عربی

بمعہ گرائمر سیکھ کر قرآن و حدیث سمجھ کر پڑھئے اور عرب ممالک جا کر پاکستان کا نام روشن کیجئے

(تفصیلات کے لئے ۱۵ پیسے کے ڈاک ٹکٹ بھیجئے)

پتہ

ادارہ فروغ عربی۔ نور آباد روڈ میرپورخاص (تھرپارکر)

اَلْقَامُوْسُ الْجَدِیْدُ

(جدید اردو عربی ڈکشنری)

● ——— علمی، ادبی، صحافتی، ثقافتی، قانونی، تجارتی، صنعتی، سیاسی، بین الاقوامی اور تمام شعبہ جات زندگی سے متعلق اصطلاحات و محاورات پر مشتمل بیس ہزار سے زیادہ الفاظ کا جدید و مستند ذخیرہ۔

● ——— جس میں اسماء کی مختلف صفات، واحد و جمع، افعال کے صلات اور ترکیب استعمال کو وضاحت اور مثالوں کے ساتھ جدید ترین طریقے سے بیان کیا گیا ہے

● ——— اردو، عربی، انشاء اور ترجمہ سے ذوق رکھنے والوں بالخصوص طلباء و اساتذہ کیلئے بے بدل رہنما اور معلومات سے بھرپور لسانی ذخیرہ۔

● ——— عربی اخبارات و رسائل کے جدید الفاظ کی تفصیل۔

● ——— علماء، طلباء، شائقین علوم عربی و اردو، مدارس و لائبریریوں کیلئے بیش بہا علمی خزانہ کتابت بطرز ٹائپ * طباعت دیدہ زیب * سفید اعلیٰ کاغذ * صفحات تقریباً ۔۔۷ جلد نہایت مضبوط و حسین مع سنہری ڈائی * قیمت صرف نو روپے * ڈاک خرچ ایک روپیہ

تاجران کتب، مدارس اور لائبریریوں کو معقول کمیشن پیش کیا جائیگا

ملنے کا پتہ　مکتبۂ حمیدیہ سٹیلائیٹ ٹاؤن میرپورخاص

دینی مدارس

کے طلبائے تفسیر میں تقسیم کرنے کے لئے کتاب "تذکرۃ المفسرین" کے کچھ نسخے ایک مخیر بزرگ مدِ زکوٰۃ سے دینا چاہتے ہیں۔ خواہشمند اکابر پتہ ذیل مطلع فرمائیں۔

حافظ عبدالقیوم معرفت جامعہ مدنیہ کیمبل پور

تاج کمپنی لمیٹڈ

کی سینتیسویں ۳۷ سالگرہ

کس زبان اور کس قلم میں طاقت ہے، جو اللہ تعالیٰ کی ان گنت نوازشوں کا شکریہ ادا کر سکے۔ آج سے ۳۷ سال قبل جب میں نے تاج کمپنی کی داغ بیل ڈالی تو کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا۔ کہ ایک دن اس کمپنی کے چھپے ہوئے قرآن پاک ایک مزدور کی جھونپڑی سے لے کر بڑے بڑے بادشاہوں کے ایوانوں کی زینت بنیں گے۔ لوگ اس کمپنی کے طبع شدہ قرآنوں پر تلاوت کرنا باعث فخر سمجھیں گے۔ بیٹی کو جہیز میں دینا باعث عزت خیال کرینگے۔ دوستوں کو تحفہ دینا ہوگا تو تاج کمپنی کا قرآن پاک دینگے۔ اسلامی ممالک کے سربراہ پاکستان آئینگے تو ہماری حکومت اُن کو ہمارے ہاں کے طبع شدہ قرآن پاک بطور خاص تحفہ دے گی۔ سبحان اللہ۔ یہ سعادتِ عظمیٰ اور مجھ سا گناہگار سیاہ کار۔ آج ہماری خوشی کا اندازہ کوئی نہیں لگا سکتا۔

آیئے آپ کو بھی ہم اپنی خوشی میں شریک کرتے ہیں اور وہ اس طرح کہ آپ ۵ مئی (تاج کمپنی کی رجسٹری کی تاریخ) سے لیکر ۳۱ جولائی تک ہمارے ہاں سے جو قرآن پاک یا دیگر مطبوعات منگوائینگے اُنکے ہدیوں میں آپکو تاج کمپنی کی سینتیسویں ۳۷ سالگرہ کی خوشی میں خاص الخاص رعایت دی جائیگی۔ ہم نے اپنے ہاں کے پچیس خاص خاص قرآنوں اور حمائلوں کے نمونوں کے ایک ایک ورق کا ایک مجموعہ تیار کر دیا ہے آپ ایک کارڈ بھیجکر نمونوں کے صفحوں کا یہ مجموعہ مفت منگوا لیجئے اور اسے ملاحظہ فرما کر جو جو قرآن پاک مطلوب ہوں اُنکی فرمائش بھیج دیجئے۔ رہ گیا یہ سوال کہ سینتیسویں ۳۷ سالگرہ کی خوشی کی رعایت کیا دی جائیگی فہرست نمونوں کے ساتھ ایک پرچہ روانہ ہوگا۔ اس میں رعایت کی مکمل تفصیل درج ہوگی۔

تاج کمپنی لمیٹڈ۔ پوسٹ بکس ۵۳۰ کراچی

عنایت اللہ مینجنگ ایجنٹ　　ڈاکخانہ تاج کمپنی۔ کراچی

انتقال پُرملال

محترم عبدالسلام کی صاحبزادی جو کہ نہایت نیک سیرت، پابندِ صوم و صلوٰۃ تھی مورخہ ۱۲ اپریل بروز منگل اس دارفانی سے کوچ کر گئی ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون قارئین سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

قاری محمد عبداللہ۔ وزیر آباد

عنبرین

دن رات دماغی کام کرنیوالوں کے لئے نیز نئے و پرانے نزلہ کیلئے اکسیر ہے۔

قیمت خوراک ۲۵ یوم -/۱۲ روپے

معجون اکسیر البدن

تبخیر کے مریضوں کے لئے بہت مفید معدہ، جگر، امعاء اور گردے و مثانہ کیلئے بیحد مقوی۔

قیمت خوراک ۲۵ یوم -/۱۲ روپے

شفاخانہ شمسیہ شیرانوالہ گیٹ لاہور

SOIL COWL　مصنوعات　RW.HEAD

فون ۵۰۵۹

سلطان فونڈری اینڈ سٹیل رولنگ ملز

بادامی باغ ——— لاہور

سینٹری فٹنگ　　دھان مشین
خراد مشین　　لیتھ چک
سریا　　پتی

جو کہ پائیداری، عمدہ کارکردگی اور نفاست میں بے مثال ہیں

SULTAN FOUNDRY　SULTAN FOUNDRY

C.I. SOIL PIPE　RAIN WATER PIPE

PLUG BEND　FLUSH TANK　R.W. SHOE

بچوں کا صفحہ

فرماں بردار بچے

حافظ محمد امین، بورسٹل سکول بہاولپور

حضرت اسماعیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اکلوتے بیٹے تھے اور بڑھاپے میں بڑی دعاؤں کے بعد پیدا ہوئے تھے۔ چنانچہ اسمٰعیل کے معنی بھی یہی ہیں۔ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر مبارک تیرہ سال کی ہوئی تو ایک دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خواب آیا کہ وہ اپنے بیٹے حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کر رہے ہیں۔ آپ نے پہلے دن سو اونٹ دوسرے دن دو سو اونٹ قربان کئے۔ لیکن تیسری رات واضح خواب آیا کہ نہیں حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی کی قربانی درکار ہے۔ اللہ اللہ نوجوان اکلوتا بیٹا بڑھاپے کی دعاؤں کا نتیجہ، ماں اور باپ حضرت ہاجرہؓ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لاڈلا نورِ نظر خدا نے مانگ لیا۔

ناظرین! کسی بچے کی شہادت یا وفات پر راضی بارضا ہونا کچھ اور بات ہے۔ لیکن خود ہاتھ سے اپنے اکلوتے جوان بیٹے کے گلے پر چھری چلانا دل گردے کا کام بلکہ اللہ والے ہی ایسا کر سکتے ہیں۔

بہرحال حضرت ابراہیم علیہ السلام راضی برضا ہو گئے اور اپنے بچے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے اپنا خواب بیان کیا اور صلاح پوچھی کہ بیٹا! مجھے خواب آیا ہے کہ میں تم کو خدا کی راہ میں ذبح کر رہا ہوں۔ تمہاری اس کے متعلق کیا رائے ہے؟

اب فرمانبردار بیٹے نے یہ نہیں کہا کہ میں اکلوتا ہوں، لاڈلا ہوں، جوان ہوں، [illegible]ئی اور سبیل نکالیں۔ نہ چوں نہ چرا بلکہ اُف [illegible]ک نہیں کیا۔ اور عرض کی۔ ابا جان! جس طرح خدا نے حکم دیا ہے اُسی طرح کریں بلکہ [illegible]دی کریں۔ مجھے انشاء اللہ آپ فرمانبردار اور صابر پائیں گے۔ مزید یوں کہا۔ کہ اپنی آنکھوں پر پٹی باندھ لیں تاکہ محبت پدری خدا کے حکم کی ادائیگی میں حائل نہ ہو جائے۔

اب خدا کی شان دیکھو کہ جب حضرت [illegible]ہیم علیہ السلام نے آپ کو لٹا کر چھری [illegible] تو دیکھا کہ دنبہ ذبح ہو چکا ہے۔ اور [illegible] اسماعیلؑ پاس کھڑے مسکرا رہے ہیں

اور یہ سب کچھ خدا کے حکم سے جبرئیل علیہ السلام نے کیا کہ حضرت اسماعیلؑ کو نکال لیا اور دنبہ رکھ دیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو محسوس بھی نہ ہونے دیا۔ یوں بھی ہے کہ جب دونوں راضی ہو گئے اور باپ نے بیٹے کی گردن پر چھری رکھ دی۔ تو آواز آئی کہ اے ابراہیم! آپ نے اپنا خواب سچا کر دکھایا۔ یہ تو ایک آپ کا امتحان تھا۔ جس میں آپ پورے اترے۔ اب اس کے بدلے میں مینڈھا ذبح کر دیں جو حضرت اسماعیل کی جگہ ہوگا۔

بچو! حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کا حکم اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے باپ کا کہا مانا تو اللہ تعالےٰ نے دونوں پر فضل و کرم فرما دیا۔ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اس سالگرہ کو تا قیامت جاری کر دیا۔

لکھا ہے کہ ایک جہاز کے کپتان نے اپنے بیٹے کو حکم دیا کہ جب تک میں نہ کہوں اس جگہ سے نہ ہلنا اور اس جگہ کی حفاظت کرنا۔ یہ کہہ کر باپ تو چلا گیا اور جہاز کی حفاظت میں مصروف ہو گیا۔ مگر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ سارا جہاز آگ کی لپیٹ میں آ گیا اور جہاز کا کپتان بھی جل گیا۔ اب آگ کے شعلے اس لڑکے کی طرف بڑھے۔ اس کے لباس کو آگ لگی۔ حسین چہرہ جھلس گیا لیکن وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹا۔ اتنا پکارتا رہا کہ ابا جان! میں اس جگہ سے ہٹ جاؤں یا نہ۔ مگر آواز کہاں سے آتی۔ اُس کا باپ تو پہلے ہی جان دے چکا تھا مگر فرمانبردار بیٹا باپ کو پکارتا ہی رہا۔ کہ ابا جان! اجازت ہو تو یہاں سے ہٹ جاؤں۔ مگر جواب کہاں سے آتا۔ آخرکار فرمانبردار بیٹا وہیں جل کر مر گیا۔ مگر باپ کے حکم کے مطابق وہاں سے ایک انچ بھی آگے پیچھے نہ ہٹا۔

جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اُس بہادر اور فرمانبردار بیٹے کا نام آج بھی کتابوں میں پڑھایا جاتا ہے۔ دعا کرتا ہوں کہ خدا آپ [illegible]

ماں باپ کا فرمانبردار بنائے۔ کیونکہ والدین ہمیشہ اپنی اولاد کے لئے تن من دھن قربان کرتے ہیں۔ ان کا بڑا حق ہے۔

ماں کی قربانی تو عام ہے مگر باپ بھی اولاد پر قربان ہو جاتا ہے۔ بابرؒ کی کہانی تو آپ جانتے ہی ہیں کہ جب ہمایوںؒ بہت زیادہ بیمار ہوئے اور بچنے کی کوئی امید نہ رہی۔ تو وزراء اور حکماء نے کہا کہ بادشاہ اپنی عزیز ترین چیز قربان کرے۔ ان کی مرضی کوہ نور نام کا قیمتی ہیرا تھا۔ مگر باپ کی محبت نے فیصلہ کیا کہ نہیں۔ میری جان زیادہ قیمتی ہے۔ چنانچہ صدق دل سے دعا کی۔ اے باری تعالےٰ! میرے بچے کو صحت دے اس کو زندگی نصیب کر اور اس کی جگہ میری جان قبول فرما لے۔

چنانچہ تاریخ شاہد ہے کہ ایسا ہی ہوا۔ میرے پیارے بچو! جب خدا اور رسول کا بھی یہی حکم ہو۔ اور دین و دنیا کا فائدہ بھی والدین کی تابعداری میں ہو۔ اور وہ یعنی والدین اولاد کے لئے سب کچھ قربان بھی کرنے والے ہوں تو ہم ان کا کیوں حکم نہ مانیں۔ بڑے ہی خوش قسمت ہیں وہ بچے جو والدین کا کہا مانتے ہیں۔ دعا کرتا ہوں کہ آپ سب نیک اور فرمانبردار ہوں۔

دعا

محمد اظہار الحق اظہار

خدایا مجھے نیک رستہ دکھا دے
مجھے ہر برے کام سے تُو بچا
مرے دل میں اسلام کی ہو لگن
مجھے خادمِ ملک و ملّت بنا
مرا ہر عمل حسبِ قرآن ہو
محبت مجھے دین کی کر عطا
وہ سر دے جو تیرے ہی دَر پر جُھکے
وہ دل دے کہ جس میں ہو خوف و رَجا
تری ہی رضا مجھ کو مطلوب ہو
ترا ہی کروں ذکر صبح و مسا
بچا شرک و بدعت سے یا رب مجھے
کروں دل سے میں طاعتِ مصطفےٰ
ہر اک آزمائش میں اظہار کو
خدایا [illegible]

ٹیلیفون ۶۷۵۲۵

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۲۲۱ مورخہ ۳ر مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۲۷-۲۸۱ مورخہ ۲ ستمبر ۱۹۵۶ء
(۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۳۹/۹/۷۶۶-۲-۹ DD مورخہ ۲۴۔ اگست ۱۹۶۴ء



عکسی طباعت سے مزین

مرتبہ: حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کم وبیش ایک لاکھ کے مصرف سے تین سال کی محنت شاقہ کے بعد چھپ کر تیار ہو گیا ہے۔

هدیہ

مجلد قسم اول	مجلد قسم دوم	مجلد قسم سوم
آفسٹ پیپر	کرنافلی سفید کاغذ	میکینیکل گلیز کاغذ
	۱۲/- روپے	۸/- روپے

محصولڈاک دو روپے فی نسخہ زائد ہو گا۔
فرمائش کے ساتھ کل رقم پیشگی آنا ضروری ہے۔
وی۔پی نہ بھیجا جائے گا۔
تاجرانہ رعایت کے لیے لکھیں۔

... بعہدہ تالیف واشاعت انجمن خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام عبید اللہ انور پرنٹر اینڈ پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا